Courtesy www.pdfbooksfree.pk

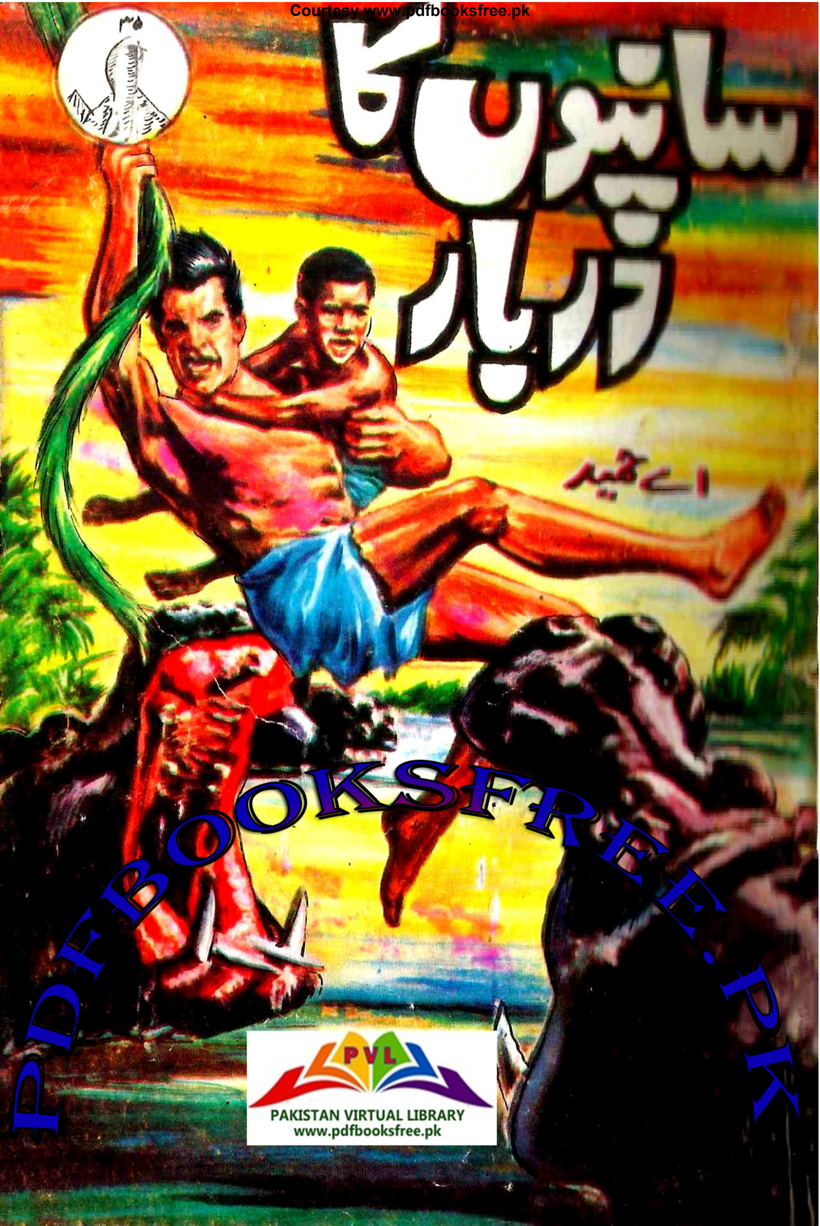

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- سانپوں کا دربار
- گرجے کا راز
- مقدس گدھ کی موت
- موت کا دریا
- سرائے کا بھوت
- ٹوکری میں سانپ
- سادھو اور کفن چور
- سانپوں اور مُردوں کی جنگ
- سرکٹا بھوت
- ناگ زندہ ہوگیا

سانپوں کا دربار

ناگ بادشاہ پریشان ہو گیا اس نے تالی بجائی فوراً کونے سے پہلے دو ناگ دم کے بل کھڑے ہو کر پھنکارنے لگے۔ ناگ بادشاہ نے حکم دیا کہ تمام سانپوں کو اطلاع دے دی جائے کہ آدھ گھنٹہ بعد دربار عام منعقد ہو گا۔ میں مہاگنی دیوی کو خبر کرتا ہوں۔

دونوں سانپ پھن سمیٹ کر رینگتے ہوئے چلے گئے۔

ناگ بادشاہ، کوبرا سانپ سے مخاطب ہو کر بولا:

"تم جا کر آرام کرو"۔ کوبرا سانپ نے ادب سے سلام کیا اور چلا آیا۔ ناگ بادشاہ نے آنکھیں بند کر کے دل میں مہاگنی دیوی کا خیال کیا اور اسے پکارا۔ مہاگنی دیوی فوراً ظاہر ہو گئی۔ ناگ بادشاہ نے فوراً جھک کر مہاگنی دیوی کو سلام کیا۔

مہاگنی دیوی اژدہا کی شکل کی تھی مگر اس کا سر انسانی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا اور بالوں کی جگہ پتلے پتلے سانپ تھے جو پھنکار رہے تھے۔ دیوی کے چھ ہاتھ اور چھ پاؤں تھے۔ اس کے سارے ہاتھوں میں سرخ کانٹے دار سانپ تھے۔

مہاگنی دیوی نے کہا:

"اے ناگ بادشاہ۔ تم نے مجھے پکارا بتا میں تیری کیا مدد کروں؟"

"ناگوں کی عظیم دیوی" ناگ بادشاہ نے جھکتے ہوئے کہا:

"ہمارا عظیم ناگ بڑی مشکل میں ہے۔ اسے ایک انسان نے قتل کر دیا ہے اور اس کی لاش گم ہے۔"

مہاگنی دیوی کی لال زبان باہر کو نکلنے لگی۔

اس نے کہا:

"ناگ، ایک نیک سانپ ہے وہ انسانوں کی دنیا میں رہتا ہے اور ان کے کام آتا ہے۔ نیک ہونے کی وجہ سے ناگ کو سانپوں کی دنیا میں بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور میں بھی اسے پسند کرتی ہوں لیکن مسئلہ یہ ہے کہ ہر ناگ کے مرتے ہی اس کے جسم سے اٹھنے والی مخصوص بو ختم ہو جاتی ہے ورنہ ناگ کی بو سے اسے تلاش کیا جا سکتا تھا۔"

ناگ بادشاہ نے گھبرا کر کہا:

"اس کا مطلب یہ ہے کہ اب ہم ناگ کی لاش نہیں ڈھونڈ سکتے"

مہاگنی دیوی نے کچھ نہ کہا اور سوچ میں پڑ گئی۔

آدھے گھنٹے بعد ناگ بھون کے تمام سانپ جمع ہو چکے تھے۔ سانپوں کا دربار لگ گیا۔ ناگ بادشاہ نے [illegible] سنبھالا اور سانپوں کو تمام واقعہ سے آگاہ کر کے حکم دیا:

"خشکی اور پانی میں ہر طرف پھیل جاؤ۔ جو بھی سانپ ملے اس تک میرا پیغام پہنچا دو۔ ہمیں ناگ کی لاش تلاش کرنا ہے تاکہ اسے ناگ مندر میں لے جا کر دوبارہ زندہ کر سکیں"

مہاگنی دیوی نے کہا:

"میں آج ہی ناگ مندر جا کر چلّا شروع کر دیتی ہوں۔ انشاء اللہ ناگ دیوتا میری مدد کو آئے گا" دربار ختم ہو گیا۔ سارے سانپ، ناگ کی لاش کو ڈھونڈنے نکل کھڑے ہوئے تھے۔

اب ہم واپس عنبر کے پاس چلتے ہیں۔ سانپوں کو اطلاع دینے کے بعد عنبر آگے چلا جا رہا تھا کہ بارش

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شروع ہو گئی۔ عنبر نے سوچا کسی غار وغیرہ میں آرام کرنا چاہیے۔ وہ کسی غار کی تلاش میں لگ گیا۔ کچھ دیر بعد اسے ایک خاصا بڑا غار نظر آیا۔

آسمان پر گہرے بادل چھا جانے سے گھپ اندھیرا ہو گیا اور ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہ دیتا تھا مگر عنبر اپنی تاریخی طاقتوں کی بدولت دیکھ سکتا تھا۔ عنبر غار میں داخل ہو گیا۔ غار خاصی لمبی اور کشادہ تھی۔ عنبر فرش پر لیٹ گیا۔

اسی وقت عنبر کو کسی کے ہنسنے کی آواز آئی۔ آواز کسی عورت کی تھی۔ عنبر اُٹھ بیٹھا اس کا دھیان فوراً ماریا کی طرف گیا۔ اس نے جلدی سے کہا:

"ماریا بہن کیا تم ہو؟"

جواب میں ہنسی دوبارہ سنائی دی۔ عنبر پریشان ہو گیا اگر ماریا ہوتی تو ضرور جواب دیتی۔ اسی وقت غار کے منہ پر ایک دھماکے سے بھاری پتھر آن گرا۔ عنبر نے چونک کر ادھر دیکھا۔ غار خوف ناک قہقہوں سے گونج اٹھا۔ اس میں ہلکی سی روشنی پھیل گئی۔ اس روشنی میں عنبر نے دیکھا کہ اس کے سامنے ایک بھیانک شکل والی چڑیل کھڑی ہے۔

چڑیل کے جسم پر لمبے کالے بال تھے۔ سرخ زبان باہر کو لٹکی ہوئی تھی اور لمبے پیلے دانت باہر کو جھانک رہے تھے۔ جو ٹھوڑی سے نیچے آ رہے تھے اور سرخ آنکھوں سے خون ٹپک رہا تھا۔ اس کے چار ہاتھ اور چار پاؤں تھے۔ اس کے چاروں ہاتھوں میں خنجر تھے۔ اس بھیانک چڑیل کو دیکھ کر ایک بار تو عنبر بھی گھبرا گیا کہ یہ مصیبت کہاں سے نازل ہو گئی۔ چڑیل نے مکروہ قہقہہ لگایا۔ غار کی دیواریں دہل گئیں۔ چڑیل کے حلق سے خرخراتی آواز نکلی:

"آج بڑی مبارک رات ہے میرا شکار خود چل کر میرے پاس آیا ہے اے انسان میرا رات کا کھانا بننے کے لیے تیار ہو جاؤ"

عنبر نے تن کر کہا:

"تجھ میں یہ طاقت نہیں کہ مجھے مار سکے"

چڑیل نے چنگھاڑ کر کہا:

"ابھی تجھے بتاتی ہوں کہ مجھ میں کتنی طاقت ہے میں تو تیرا خون پی جاؤں گی"

چڑیل نے عنبر پر حملہ کر دیا۔ اس نے پوری طاقت سے چاروں خنجر عنبر کے سینے پر مارے۔ چڑیل کا خیال تھا کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خنجر عنبر کے سینے میں دھنس جائیں گے اور خون نکل آئے گا مگر یہاں تو معاملہ ہی اور تھا۔ چاروں خنجر ٹوٹ گئے تھے۔ چڑیل پہلے تو حیران رہ گئی پھر غصے میں آ گئی۔

پھنکارتی، گرجتی اور غراتی چڑیل نے عنبر کو اٹھا کر دیوار سے دے مارا۔ کوئی عام انسان ہوتا تو اس کی ہڈیاں بھی سرمہ بن جاتیں مگر چڑیل کا مقابلہ عنبر سے تھا۔ چڑیل نے ہولناک چیخ مارتے ہوئے اپنے نوکیلے دانت عنبر کی گردن پر گاڑے اس کی دانت ٹوٹ گئے چڑیل درد کی شدت سے بلبلا اٹھی۔

اس نے عنبر کو چھوڑ دیا اور ایک بڑا پتھر اٹھا کر عنبر کے سر پر مارا۔ پتھر پاش پاش ہوگیا۔ اب چڑیل کی آنکھوں میں حیرت ابھر آئی۔ عنبر نے آگے بڑھ کر چڑیل کا ایک ہاتھ پکڑ کر پوری قوت سے جھٹکا دیا۔ غار چڑیل کی لرزا دینے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کا بازو ٹوٹ کر عنبر کے ہاتھ آ گیا تھا۔

کٹے ہوئے بازو سے بدبو دار خون بہہ رہا تھا۔ چڑیل نے اپنے تیز ناخنوں والے پنجے عنبر کے سر پر مارے۔ عنبر نے اس کا ایک اور بازو پکڑ کر توڑ ڈالا۔ چڑیل کی ہیبت ناک چیخیں غار کی دیواریں ہلائے دے رہی تھیں۔

عنبر نے کہا،

"اب بول۔ کون طاقت ور ہے؟"

یہ کہہ کر عنبر نے چڑیل کو سر سے اوپر اٹھا کر دیوار سے دے مارا۔ چڑیل کی کمر کی ہڈی تڑخ گئی۔ وہ بلبلا اٹھی۔ عنبر نے آگے بڑھ کر چڑیل کی آنکھوں میں انگلیاں ماریں۔ آنکھیں پھوٹ گئیں اور ان سے زرد رنگ کا مادہ نکلنے لگا۔ عنبر نے اس کے سر پر مکا مارا۔ کھوپڑی تڑخ گئی۔ چڑیل نے دونوں ہاتھوں سے سر تھام لیا۔ اسے اپنے سر کے اندر دھماکے ہوتے محسوس ہو رہے تھے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ چیخیں مارتی غار میں چکرا رہی تھی۔

اپنا سر دیواروں سے ٹکرا رہی تھی۔ وہ اس وقت ایسا [illegible] کوا نظر آ رہی تھی جس کے دونوں پر ٹوٹ چکے ہوں اور وہ اڑنے کی کوشش کر رہا ہو۔ پاگلوں کی چکر کھاتی چڑیل گر پڑی۔ عنبر نے آگے بڑھ کر اس کا سر کچل دیا۔ چڑیل کے [illegible] سے آخری چیخ نکلی اور وہ ٹھنڈی ہو گئی عنبر نے غار کا [illegible] دیا اور باہر نکل آیا!!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گرجے کا راز

بادل زور دار آواز میں گرجے۔

زبردست کڑک کے ساتھ بجلی تاریکی کے سینے کو چیرتی، بل کھاتی دور تک چلی گئی۔ بارش اور تیز ہو گئی تھی۔ عنبر بارش میں بھیگتا چلا جا رہا تھا۔ اسے یہ احساس ہو چکا تھا کہ وہ بستی کا راستہ بھول چکا ہے۔ رات خوف ناک اور تاریک تھی۔ تیز ہوا سے درختوں کی شاخیں آپس میں ٹکرا کر بے ہنگم اور ڈراؤنی آوازیں پیدا کر رہی تھیں۔

عنبر کافی آگے آ گیا۔ یہاں اونچی دلدلی گھاس اُگی ہوئی تھی۔ چلتے چلتے عنبر رُک گیا۔ کچھ فاصلے پر ایک عورت کسی دیو کے ہیولے کی طرح نظر آ رہی تھی۔ عنبر سوچنے لگا کہ اس ویرانے میں یہ عمارت کہاں سے آ گئی۔ وہ عمارت کی طرف چل دیا۔

یہ کوئی پرانا گرجا گھر تھا۔ دروازے کا ایک پٹ کھلا

ہوا تھا جب کہ دوسرا پٹ غائب تھا۔ گرجے کی دیواروں میں دراڑیں پڑی ہوئی تھیں اور ان میں جنگلی گھاس وغیرہ اُگی ہوئی تھی۔ کائی اور گھاس پھونس نے دیواروں کا اصل رنگ مسخ کر دیا تھا۔

عنبر گرجے میں داخل ہونے ہی لگا تھا کہ کڑک کے ساتھ بجلی چمکی۔ اس روشنی میں عنبر نے دروازے کے پاس جھاڑیوں میں پڑی وہ چیز دیکھ لی۔ یہ ایک انسانی لاش تھی جو جھاڑیوں میں بڑی طرح الجھی ہوئی تھی۔ لاش کا نچلا دھڑ پانی میں ڈوبا ہوا تھا۔

پانی میں پڑی ہونے کے باعث لاش پھول گئی تھی۔ کسی ملاح کی لاش تھی۔ کانوں میں مندرے پڑے ہوئے تھے اور بال بھی چھوٹے گھنگریالے تھے۔ لاش کا رنگ سفید تھا جیسے اس کا سارا خون نچوڑا جا چکا ہو۔ عنبر کچھ دیر لاش کو دیکھتا رہا پھر گرجے میں داخل ہو گیا۔

دروازے کے اندر آتے ہی ایک بڑا ہال تھا جس کے بیچوں وسط میں ایک بڑا گھنٹہ لگا ہوا تھا۔ چھت سے بڑے بڑے جالے لگے ہوئے تھے جن میں مردہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مکڑیاں لٹک رہی تھیں۔ بارش آہستہ ہوتے ہوتے ختم چکی تھی۔ ماحول پر ہیبت ناک سکوت چھا گیا تھا۔ عنبر ہال سے گزر کر آگے آ گیا۔

یہاں دونوں طرف راہ داری تھی جن کے ساتھ کمرے بنے ہوئے تھے۔ عنبر آگے بڑھا ہی تھا کہ دفعتاً ایک چیخ سنائی دی اور کوئی بڑا سا پرندہ عنبر کی پیشانی سے ٹکراتا ہوا گزر گیا۔ پُر ہول سناٹے میں بھیانک چیخ۔ ایک بار تو عنبر ایسا بہادر انسان بھی اچھل پڑا۔ کمرے سے نکلنے والا پرندہ جو ایک۔ بڑا الّو تھا ہال میں چکر کاٹتا چیخیں مار رہا تھا۔ چکراتا ہوا الّو گھنٹے پر بیٹھ گیا۔

زنجیر ہلی تو ٹن ٹن گھنٹہ بجنے لگا۔ خاموشی میں یوں لگا جیسے بہت سی بد روحیں سینہ پیٹ رہی ہوں اور پھڑ پھڑاتا چیخیں مارتا ہال سے نکل گیا۔ عنبر تمام کمروں کا جائزہ لینے لگا۔ کمروں میں گھٹن اور سیلن کی بو تھی ایک کمرے کے فرش کی اینٹیں اکھڑی ہوئی تھیں اور وہاں ایک گول سوراخ تھا اور پتھر کی سیڑھیاں نیچے کو جا رہی تھیں۔ عنبر زینہ اترنے لگا۔

پتھر کا زینہ کافی نیچے تک چلا گیا تھا۔ نیچے زمین گیلی تھی۔ فضا میں حبس اور کیچڑ کی بو تھی۔ گھور اندھیرے اور

گہرے سناٹے نے ہر شے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا زینہ اتر کر عنبر ایک سرنگ میں آ گیا۔ یہ سرنگ خاصی چوڑی تھی۔ اور نجانے کہاں سے ہلکی ہلکی ہوا آ رہی تھی۔

کچھ آگے جانے کے بعد یہ سرنگ بائیں طرف گھوم گئی۔ یہاں عنبر کے کانوں میں ایک آواز پڑی۔ عنبر رک گیا۔ اس نے آواز کو سننے کی کوشش کی۔ یہ گرتے اور بہتے ہوئے پانی کی آواز تھی جو تقریباً چاروں طرف سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔ پاس ہی کوئی ندی بہہ رہی ہے۔ عنبر جوں جوں آگے بڑھتا گیا پانی گرنے کی آواز صاف ہوتی چلی گئی پھر اس کے سامنے چند فٹ چوڑی نہر سی آ گئی جو بڑی تیزی سے سانپ کی طرح بل کھاتی بہہ رہی تھی۔

ایسی ندیاں زیر زمین چشموں کی وجہ سے بن جاتی ہیں عنبر اس بارے میں جانتا تھا۔ ندی سے گزر کر کچھ آگے جانے کے بعد ایک بڑا دروازہ آ گیا۔ عنبر نے دروازے کو دھکا دیا تو دروازے کے دونوں پٹ کھل گئے۔ معمولی سی آواز بھی پیدا نہ ہوئی تھی۔ عنبر دروازے سے گزر کر آگے گیا۔

یہاں اسے جو منظر نظر آیا وہ چکرا دینے کے لیے کافی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھا۔ یہاں ایک بہت بڑا میدان تھا جس میں جا بجا درخت اگے ہوئے تھے۔ میدان کے ایک طرف گول عمارت تھی۔ دور سے یوں لگتا تھا جیسے کسی بہت بڑی پیالی کو اوندھا رکھ دیا گیا ہے۔ دروازے کے بالکل پاس ہی ایک گدھ کا بڑا مجسمہ تھا۔

یہاں غبار ایسی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ درخت بڑے عجیب اور بدصورت تھے۔ ان درختوں کی شکلیں بھی گدھوں ایسی تھیں اور ٹیڑھی میڑھی شاخیں زمین کو چھو رہی تھیں۔ عنبر کو یوں لگا جیسے یہ درخت نہیں ہیں بلکہ اس سرے سے اس سرے تک گدھ پر پھیلائے بیٹھے آرام کر رہے ہیں۔ عنبر نے اپنی پوری زندگی میں ایسے عجیب درخت نہیں دیکھے تھے۔

عنبر کچھ آگے بڑھا تو اس نے دیکھا کہ ہر درخت کے نیچے ایک گدھ کا مجسمہ ہے اسی وقت فضا میں پھڑ پھڑاہٹ کی آواز سنائی دی۔ عنبر نے سر اٹھا کر دیکھا۔ ایک بڑا گدھ اس کے سر کے اوپر منڈلا رہا تھا۔ اس کی دو دہکتی ہوئی سرخ اور ہیبت ناک آنکھیں اسے مسلسل گھورے جا رہی تھیں۔ ایسا لگتا تھا کہ دو انگارے فضا میں معلق ہیں۔

عنبر نے اتنا بڑا گدھ اس سے پہلے قدیم مصر کے اس قبرستان میں دیکھا تھا جہاں جادوگر نے اسے کہا تھا کہ وہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ گدھ نے اپنی ڈراؤنی اور منحوس آنکھوں سے عنبر کو گھورتے ہوئے بھیانک چیخ ماری اور فضا میں اوپر کو اٹھ گیا۔ پھر وہ غوطہ کھا کر عنبر کی طرف آنے لگا۔ اس کے دونوں پنجے اس طرح کھل گئے تھے جیسے آج کل ہوائی جہاز کے اترتے وقت پہیے کھلتے ہیں۔

گدھ، عنبر کی گردن پر جھپٹا جیسے توڑنا چاہتا ہو عنبر پھرتی سے نیچے بیٹھ گیا۔ گدھ کے پنجے اس کے بالوں سے چھو کر رہ گئے۔ اپنا وار خالی جاتا دیکھ کر گدھ نے ہولناک چیخ ماری مگر دوبارہ حملہ آور نہ ہوا۔ وہ اپنے بڑے بڑے پر پھڑ پھڑاتا ایک مجسمے پر بیٹھ گیا۔

دوسرے ہی لمحے عنبر نے حیرت انگیز منظر دیکھا۔ گدھ کا مجسمہ زندہ ہو گیا اور پر پھڑ پھڑاتا اڑنے لگا۔ پھر یکے بعد دیگرے درختوں کے نیچے بنے تمام مجسمے زندہ ہوتے چلے گئے۔ وہ سب اپنی منحوس آوازوں میں چلا رہے تھے۔ ہولناک چیخوں کا طوفان امنڈ آیا تھا۔ اسی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وقت زور دار گڑگڑاہٹ کے ساتھ وہ دروازہ خودبخود بند ہو گیا جس سے گزر کر عنبر داخل ہوا تھا۔

دروازے کے بند ہوتے ہی گول عمارت کی چھت میں ایک سوراخ پیدا ہوا اور ایک گول تھالی سی فضا میں گھومتی ہوئی عنبر کی طرف آنے لگی۔ تھالی سے نیلے رنگ کی تیز شعاعیں خارج ہو رہی تھیں۔ یہ اڑن طشتری تھی عنبر اس سے پہلے بھی اڑن طشتری دیکھ چکا تھا۔ اڑن طشتری عنبر کے سر پر رُک گئی پھر اس کے اگلے حصے سے سرخ رنگ کی شعاع نکلی اور عنبر کے جسم پر پڑی۔ عنبر کو اپنا دماغ سُن ہوتا محسوس ہوا وہ چکرا کر گرا اور بے ہوش ہو گیا۔

اڑن طشتری زمین پر آگئی۔

اس کا دروازہ کھلا اور عجیب مخلوق باہر نکلی۔ اس کا نچلا دھڑ انسانوں ایسا تھا مگر اوپر والا دھڑ گدھ کا تھا۔ سر کی جگہ کالے رنگ کی گول تھالی لگی ہوئی تھی۔ آنکھیں گردن سے کچھ نیچے تھیں۔ پشت پر دو پر پھڑ پھڑا رہے تھے۔ عنبر کے قریب آکر اس نے اپنے پر سمیٹے جھکی اور عنبر کو اٹھا کر اڑن طشتری کی طرف بڑھ گئی۔

اڑن طشتری واپس گول عمارت میں چلی گئی۔ گول عمارت

کے اندر عجیب ہی منظر تھا۔ بے شمار انسانی گدھ عجیب مشینوں پر کام کر رہے تھے۔ زمین سے اوپر ایک موٹی تار تھی۔ جس سے کئی اڑن طشتریاں لٹک رہی تھیں۔ عنبر والی اڑن طشتری آگے گزر جاتی۔

کئی کمروں سے گزر کر اڑن طشتری ایک ایسے کمرے میں پہنچی جہاں ایک بڑا سرخ صندوق پڑا ہوا تھا۔ اڑن طشتری رُک گئی۔ دروازہ کھلا اور انسانی گدھ باہر نکل آیا اور صندوق کے اوپر اڑنے لگا۔ کئی چکر لگانے کے بعد انسانی گدھ صندوق کے عین اوپر چھت میں پنجے گاڑ کر الٹا لٹک گیا اور چیخیں مارنے لگا۔

سرخ صندوق کا ڈھکن کھل گیا۔ اس میں سے ایک بڑا انسان نما گدھ نکلا۔ اس کے سر کی جگہ کالے رنگ کی تھالی کی بجائے سنہرے رنگ کی تھالی لگی ہوئی تھی۔ چھت سے لٹکتا گدھ نیچے اتر آیا وہ جھکا کالے رنگ کی تھالی روشن ہو گئی اور الفاظ اُبھرے:

"اے مقدس گدھ۔ آج ایک انسان قابو آیا ہے اسے دیوتا کی بھینٹ چڑھاؤ۔"

مقدس گدھ کی سنہری تھالی روشن ہوئی اور الفاظ اُبھرے:

"کام کی رفتار کیا ہے اور کب تک مکمل ہو جائے گا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یاد رکھو ہمیں انسانی خون کی سخت ضرورت ہے۔"

کالی تھالی پر الفاظ اُبھرے:

مقدس گدھ ـــ چند دن تک سب کام مکمل ہو جائے گا۔ ہمارے ساتھی دن رات محنت کر رہے ہیں۔ سیارے سلنڈر آنے والے ہیں۔

مقدس گدھ کی سنہری تھالی پر الفاظ نمودار ہوئے:

"بہت اچھے۔ اب اس انسان کو لے کر قربان گاہ میں چلو۔ دیوتا ہم سے خوش ہو جائیں گے۔"

دونوں انسان نما گدھ اڑن طشتری میں بیٹھے اور اڑن طشتری دوبارہ آگے چل دی۔ تیسرے کمرے میں سونے سے بنا انسان نما گدھ کا مجسمہ پڑا ہوا تھا پاس ہی قربان گاہ تھی جو کالے پتھر کی بنی ہوئی تھی۔ قربان گاہ پر سیاہی مائل لہو جما ہوا تھا۔ اڑن طشتری اس کمرے میں رُک گئی۔ مقدس گدھ اور اس کا ساتھی باہر نکل آئے۔

عنبر کو مقدس گدھ نے اٹھا رکھا تھا۔ عنبر ابھی تک بے ہوش تھا۔ قربان گاہ کے پاس ہی ایک مشین لگی ہوئی تھی۔ اس مشین میں لوہے کا تیز اور بڑا بلیڈ لگا ہوا تھا۔ یہ گردن کاٹنے والی مشین تھی۔ مقدس گدھ قربانی

دیے جانے والے انسان کی گردن مشین میں ڈال دیتا تھا اور بٹن دبتے ہی اوپر سے بھاری اور تیز بلیڈ گر کے گردن کاٹ ڈالتا تھا پھر انسانی خون سے گدھ کو نہلایا جاتا تھا۔ اور جو خون بچتا مقدس گدھ اسے پی جاتا تھا۔ مشین کے نیچے ایک ٹب پڑا ہوا تھا جس میں خون جمع ہوتا تھا۔

مقدس گدھ نے عنبر کی گردن مشین میں ڈال دی اور بٹن دبا دیا۔ گھرر کی آواز کے ساتھ بلیڈ کو روکنے والی رکاوٹ ہٹی اور ایک دھماکے سے بلیڈ عنبر کی گردن پر گر کر ٹوٹ گیا۔ مقدس گدھ کی آنکھیں حلقوں میں گھومنے لگیں۔ سنہری تھالی بار بار روشن ہونے اور بجھنے لگی۔ اس کی پشت پر لگے پَر تیزی سے حرکت کرنے لگے۔

اس نے اپنے ساتھی کی طرف دیکھا۔ سنہری تھالی پر الفاظ اُبھرے:

"یہ کیسے ہو گیا۔ گردن کٹنے کی بجائے بلیڈ ٹوٹ گیا۔ یہ انسان کون ہے؟"

انسانی گدھ نے آگے بڑھ کر عنبر کی گردن دیکھی۔ ایک خراش تک نہ آئی تھی پھر اس نے بلیڈ کا جائزہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیا۔ اس کے سر کی کالی تھالی روشن ہوئی اور الفاظ نمودار ہوئے :

"مقدس گدھ۔ میں حیران ہوں۔ ایسا ہونا تو ناممکن تھا مگر"

عنبر کا جسم کسمسایا۔ اسے ہوش آ رہا تھا۔ مقدس گدھ اور اس کا ساتھی بڑے غور سے عنبر کو دیکھ رہے تھے!!

◎

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

عنبر، ناگ، ماریا کے پانچ ہزار سالہ واپسی کے سفر کی
سنسنی خیز داستان

چڑیلوں کی ملکہ

خاص نمبر (۴۰)

صفحات ۲۵۶ ——— قیمت دس روپے

۵ ستمبر سے
اپنے قریبی بکسٹال یا ہاکر
سے طلب فرمائیں!

نیا مکتبہ اقراء
۱۴- بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مقدس گدھ کی موت

عنبر کو ہوش ہو گیا۔
وہ اُٹھ بیٹھا۔ اپنے سامنے اس عجیب مخلوق کو دیکھ کر وہ حیران رہ گیا پھر اس نے مینٹن اور ٹوٹے بلیڈ کو دیکھا تو سب سمجھ گیا۔ اس نے کہا:
"تم مجھے کبھی نہیں مار سکتے۔ میں عنبر ہوں۔ تاریخ کا مسافر، صدیوں نے میری پرورش کی ہے۔ موت مجھ سے بھاگتی ہے مجھے ہمیشہ زندہ رہنے کی طاقت حاصل ہے۔ مجھے بتاؤ تم کون ہو؟"
مقدس گدھ کی سنہری تھالی پر الفاظ ابھرنے لگے:
"میں تمہیں ہرگز زندہ نہ چھوڑوں گا۔ میں الیکٹرک بھٹی میں جلا کر راکھ کر دوں گا۔"
عنبر دنیا کی ہر زبان سمجھ سکتا تھا۔ اس نے الفاظ پڑھ لیے اور سوچتا ہوا بولا:
"اگر تم مجھے مار سکتے ہو تو مار دو۔ مگر پہلے مجھے بتاؤ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تم ہو کون؟ تم اس زمین کی مخلوق نہیں ہو۔

مقدس گدھ کی سنہری تھالی پر الفاظ نمودار ہوئے:

"تمہاری آخری خواہش سمجھ کر بتا دیتا ہوں۔ ہم لینڈ سے آئے ہیں۔ یہ سیارہ تمہاری زمین سے کروڑوں میل دور ہے۔ ہماری خوراک تازہ خون ہے۔ ہمارے سیارے پر جتنے جانور اور پرندے تھے ہم ان سب کا خون پی گئے۔ جب جانور اور پرندے ختم ہو گئے تو گدھ بھوک سے مرنے لگے اور ہنگامے شروع ہو گئے۔

میں لینڈ کا سربراہ ہوں۔ میں نے تمام گدھ سائنس دانوں کی کانفرنس طلب کی۔ یہاں میں بتا دوں کہ ہم سائنسی ترقی میں زمین سے کئی سو سال آگے ہیں۔ اس کانفرنس میں فیصلہ کیا گیا کہ ہم زمین پر جا کر انسانوں کا خون نچوڑ لائیں اور اسے پی کر زندہ رہ سکیں۔

چنانچہ میں اپنے قابل سائنس دانوں اور ساتھیوں کے ہمراہ تین ماہ قبل اس ویران جزیرے میں آ گیا۔ ہم نے گرجے کے نیچے سرنگ بنا کر میدان تیار کیا اور اپنی یہ لیبارٹری تیار کی سب سے پہلے ہم نے اس جزیرے پر موجود سیاہ فام باشندوں میں سے کئی ہزار کو پکڑ کر انہیں اپنے سیارے پر بھیج دیا تاکہ

خون کی کمی کچھ تو پوری ہو۔

اس کے بعد ہم نے اپنے سیارے سے درخت منگوا کر لگائے باہر جو درخت تم نے دیکھے وہ ہمارے سیارے کے ہیں۔ ان درختوں سے ہر وقت ایسی ہوا خارج ہوتی رہتی ہے جو ہمیں زندہ رکھتی ہے اس کے بعد ہم انسانوں کو قابو کرنے کے لیے منصوبہ تیار کرنے لگے اور اب ہماری کامیابی میں چند دن رہ گئے ہیں:

عنبر اس مکار انسانی گدھ کی باتیں سن کر دنگ رہ گیا۔ یہ حرامی گدھ تو انسانوں کی تباہی کا منصوبہ بنائے ہوئے تھے۔

عنبر نے پوچھا:

"تم انسانوں کا خون کس حاصل کرو گے؟"

مقدس گدھ کی سنہری تھالی پھر روشن ہو گئی اور الفاظ ابھر آئے:

"ہم ایک خاص شیشہ تیار کرنے میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ اس شیشے کے ذریعے ہم سورج کی شعاعیں منعکس کریں گے اور یہ شعاعیں جب جاندار پر پڑیں گی وہ بے ہوش ہو جائے گا۔ سب سے پہلے ہم نزدیکی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بستی پر شعاعیں پھینکیں گے۔ ہم یہ کام کر چکے ہوتے مگر ابھی ہمارے سیارے سے سلنڈر نہیں آئے۔ جن میں خون ڈال کر وہاں بھیج سکیں۔ سلنڈر آتے ہی ہم کام شروع کر دیں گے اور آہستہ آہستہ تمام ممالک کے انسان مر جائیں گے ان کا خون ہمارے قبضے میں آ جائے گا۔"

ایک بار تو عنبر کانپ اٹھا۔ یہ خبیث اور شیطان صفت گدھ تو دنیا کے کروڑوں بچوں، جوانوں، عورتوں اور بوڑھوں کی تباہی کا منصوبہ لے کر آئے تھے۔ عنبر نے فیصلہ کیا کہ انہیں کامیاب نہ ہونے دے گا۔ اس نے سوچا کہ ان مکار گدھوں کے ساتھ مکاری سے کام لینا چاہیے وہ ہنس کر بولا:

"واہ واہ۔ کیا شاندار منصوبہ بنایا ہے لیکن اگر کسی نے شیشہ تباہ کر دیا تو۔؟"

مقدس گدھ کی سنہری تھالی پر لرزتے کانپتے الفاظ ابھرے۔ وہ غصے میں آ گیا تھا۔ تھالی پر لکھا تھا:

"کس کی مجال ہے جو شیشہ تباہ کر سکے۔ میں اس کا خون پی کر ہڈیاں بھی چبا ڈالوں گا۔"

عنبر نے کہا:

"میں بھی ان انسانوں کے بہت خلاف ہوں۔ میں آسمانی مخلوق ہوں اس لیے مر نہیں سکتا۔"

مقدس گدھ اپنے ساتھی کی طرف دیکھنے لگا۔ ساتھی کی کالی تھالی پر الفاظ نمودار ہوئے:

"اے مقدس گدھ یہ کوئی بھی ہے اسے الیکٹرک بھٹی میں جلا دینا چاہیے۔"

مقدس گدھ نے دیوار پر لگا ایک بٹن دبایا۔ دوسرے ہی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور کئی گدھ اندر گھس آئے۔ انہوں نے عنبر کو جکڑ لیا۔ عنبر چاہتا تو ان سب کو نانی یاد دلا دیتا مگر وہ چپ چاپ ان کے ساتھ چل دیا۔ الیکٹرک بھٹی تانبے کی بنی ہوئی تھی۔ اس میں تانبے سے بنی ایک کرسی پڑی تھی جس سے کئی تاریں جڑی ہوئی تھیں۔

عنبر کو اس کرسی سے جکڑ کر دروازہ بند کر دیا گیا۔ مقدس گدھ نے بھٹی کا بٹن آن کر دیا۔ فضا میں تیز سنسناہٹ پھیل گئی۔ کئی ہزار وولٹ بجلی نے بھٹی کو گرم کر دیا۔ چند منٹ بعد بھٹی بند کر دی گئی۔ مقدس گدھ کا خیال تھا کہ عنبر کی ہڈیوں کا بھی سرمہ بن چکا ہو گا مگر جب بھٹی کا دروازہ کھولا گیا۔ تو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سارے گدھوں کے سروں کی تھالیاں جلنے بجھنے لگیں وہ دہشت زدہ ہو گئے تھے۔

مقدس گدھ بھی حیران کھڑا تھا۔ عنبر بڑے مزے سے کرسی پر بیٹھا ٹانگیں ہلا رہا تھا اس نے تانبے کی وہ رسیاں توڑ دی تھیں جن سے اسے باندھا گیا تھا۔ عنبر نے کہا:

"اب تجھے یقین آگیا کہ میں ہرگز نہیں مر سکتا۔ میں ہمیشہ زندہ رہوں گا تم مر جاؤ گے تمہارے بچوں کے بچے مر جائیں گے مگر مجھے موت نہیں آئے گی۔ موت مجھ سے بھاگتی ہے۔"

مقدس گدھ کی سنہری تھالی پر کانپتے الفاظ ابھرے:

"اس انسان کا سارا خون پی جاؤ۔ یہ ضرور کوئی خطرناک جادوگر ہے۔ میں نے سن رکھا ہے کہ زمین پر خطرناک جادوگر ہوتے ہیں یہ انہی میں سے کوئی ہے:"

سارے گدھ عنبر پر ٹوٹ پڑے۔ اب تو عنبر کو بھی غصہ آگیا۔ اس نے سب سے آگے والے گدھ کو گھما کر بھٹی میں پھینک دیا۔ بھٹی ابھی بہت گرم تھی۔ گدھ کی تھالی پر "ہائے" کا لفظ ابھرا اور وہ جل کر راکھ ہو گیا۔ سارے گدھ عنبر سے چمٹ گئے تھے

وہ چونچیں مار رہے تھے مگر عنبر کا جسم کہاں کٹنے والا تھا ہاں گدھ اپنی چونچوں سے محروم ہوتے گئے۔ وہ درد سے بے حال ہو گئے۔

عنبر نے دو گدھوں کو پروں سے پکڑ کر آپس میں ٹکرا دیا۔ ان کی تھالیاں ایک دوسرے سے ٹکرائیں اور ٹوٹ کر بکھر گئیں اور وہ اندھوں کی طرح چکرانے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے عنبر نے کئی شیطانی گدھ ختم کر ڈالے۔ مقدس گدھ کی تھالی جل بجھ رہی تھی۔ وہ گھبرایا ہوا تھا۔

عنبر اس کی طرف لپکا:

مقدس گدھ دروازے کی طرف بھاگا مگر عنبر نے اسے دبوچ لیا اور کہا:

"پیارے ــــ اب کدھر بھاگتے ہو میرا خون نہیں پیو گے ــــ الو کے پٹھے تیری تو میں چٹنی بنا کر چھوڑوں گا۔"

مقدس گدھ درد سے پر پھڑ پھڑا رہا تھا۔ اس کی تھالی پر لفظ ابھرے:

"اُف ــــ ہائے۔ ارے مجھے چھوڑ دو۔ تم انسانوں کے خلاف ہو اس طرح ہمارے ساتھی ہوئے!"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے کہا:

"واہ بیٹا۔ بے وقوف بناتا ہے ابھی کیا تیرے باپ نے مجھے بھٹی میں ڈالا تھا۔ اگر میں عام انسان ہوتا تو مرجاتا۔ اس وقت تو تمہیں اس ساتھی کا خیال نہیں آیا تھا"

مقدس گدھ کی تختی پر الفاظ نمودار ہوئے:

"مجھ سے غلطی ہوئی۔ مجھے معاف کر دو۔ میں تمہیں اپنا وزیر بنا لوں گا"

عنبر نے اس کی گردن پر انگوٹھا رکھ کر رگ پکڑتے ہوئے کہا:

"اب داروغہ جہنم سے معافی مانگنا اور جہنم میں ہی وزارت قائم کرنا فکر مت کرو تمہارے باقی ساتھی بھی تمہارے پیچھے پیچھے چلے آئیں گے میں کسی شیطان گدھ کو زندہ نہ چھوڑوں گا"

عنبر نے مقدس گدھ کی رگ پکڑ کر باہر کھینچ لی۔ وہاں سے کالے خون کا فوارہ ابل پڑا۔ تھالی پر "ہائے میں مرگیا۔ ارے مجھے بچاؤ۔ ہائے ہائے" کے الفاظ ابھر اور مٹ رہے تھے۔ دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر اس کے پر ٹوٹ گئے اور وہ مرگیا۔

کمرے میں شیطانی گدھ لاشوں کی صورت میں بکھرے پڑے تھے۔ باہر کے گدھ تو ابھی تک اس معاملے سے بے خبر تھے۔ عنبر کمرے سے نکل آیا اسے اب شیشے کی تلاش تھی!!

◎

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

موت کا دریا

عنبر اس شیشے کو تباہ کر دینا چاہتا تھا۔

اسے یہ علم نہیں تھا کہ شیشہ کس کمرے میں پڑا ہے وہ اڑن طشتری میں بیٹھا ہر کمرے کے اوپر سے گزر رہا تھا۔ نیچے انسانی گدھ کام کر رہے تھے اگر وہ سر اٹھا کر دیکھتے تو انہیں عنبر نظر آ جاتا۔ اڑن طشتری تار پر سفر کرتی ہوئی ایک بڑے کمرے میں پہنچی۔ کمرے کے وسط میں میز پر ایک بڑا شیشہ پڑا چمک رہا تھا۔

عنبر نے اڑن طشتری روک دی۔ اسی وقت پوری عمارت تیز الارم سے گونج اٹھی۔ عنبر سمجھ گیا کہ گدھوں کو اپنے مقدس گدھ کے جہنم رسید ہونے کا پتہ چل گیا ہے۔ اس نے اڑن طشتری سے شیشے کے اوپر چھلانگ لگا دی۔ وہ شیشے پر گرا اور شیشہ تڑخ گیا۔

عنبر نے اسے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اسی وقت کئی

انسانی گدھ چیخیں مارتے کمرے میں داخل ہوئے۔ ان کی تھالیاں بلبوں کی طرح روشن تھیں۔ سب سے آگے ایک بڑا گدھ تھا۔ اس نے شیشہ ٹوٹا دیکھ کر ہولناک چیخ ماری۔ اس کے سر والی تھالی پر الفاظ ابھرے:

"اس بدبخت انسان نے ہماری ساری محنت ضائع کر دی۔ شیشہ تباہ کر دیا۔ ہمارا منصوبہ خاک میں ملا دیا۔"

عنبر نے قہقہہ لگا کر کہا:

"شیطان کی اولاد۔ میں تم میں سے کسی کو نہیں چھوڑوں گا۔ سب کی قبر اسی عمارت میں بنا دوں گا۔"

تھالی پر الفاظ ابھرے:

"اسے پکڑ لو اور اس کی زبان کاٹ کر اس کا خون پی جاؤ اس کی بوٹیاں نوچ لو۔"

سارے گدھ عنبر سے لپٹ گئے۔ عنبر نے انہیں ٹھکانے لگانا شروع کر دیا۔ بڑے گدھ نے یہ دیکھا تو اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔ اس کی مکروہ شکل اور بھی خوفناک ہو گئی۔ وہ اپنے بڑے پر زور سے پھڑ پھڑاتا ہوا عنبر پر حملہ آور ہوا۔

اس نے عنبر کی آنکھ پر پوری طاقت سے چونچ ماری اس کا خیال تھا کہ عنبر کی آنکھ پھوٹ جائے گی مگر یہاں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تو پینے کے دینے پڑ گئے۔ گدھ کی چونچ ٹوٹ گئی۔ گدھ کی تھالی سے آگ کا شعلہ نکل کر عنبر پر پڑا۔ یہ وار بھی خالی جاتا دیکھ کر گدھ اور بھی بپھر گیا۔

اس نے عنبر کو دبوچ لیا اور اپنے پنجے اس کے جسم میں گاڑنے کی کوشش کرنے لگا۔ عنبر نے گدھ کی تھالی پر زور سے مکا مارا۔ گدھ درد کی شدت سے بلبلا اٹھا۔ اس نے بھیانک چیخ کے ساتھ عنبر کی شہ رگ پر منہ مارا۔ عنبر نے شیشے کا ایک نوکیلا ٹکڑا اٹھا کر گدھ کے پیٹ میں گھسیڑ دیا اور اسے گھمانے لگا۔

شیشہ، گدھ کے پیٹ میں ایسے گھوم رہا تھا جیسے خربوزے میں چھری گھومتی ہے۔ گدھ کی آنتیں باہر گر پڑیں۔ کمرہ اس کی زبردست چیخوں سے لرزنے لگا۔ فرش پر اس کے کالے خون کا تالاب سا بن گیا تھا۔

عنبر نے اسے چھوڑ دیا۔

گدھ، بن پانی کی مچھلی کی طرح کمرے میں چکراتا رہا تھا۔ اس نے اڑنے کی کوشش کی مگر چند فٹ بلند ہو کر دھڑام سے فرش پر گرا اور اپنے ہی خون میں نہا گیا پھر اس کی تھالی بجھ گئی وہ مر چکا تھا۔ کالے خون میں نہائی اس کی لاش بڑی خوفناک نظر آ رہی تھی۔

اسی وقت زمین ہولے ہولے لرزنے لگی۔ عنبر سمجھ گیا کہ یہ عمارت تباہ ہونے لگی ہے وہ باہر کو بھاگا۔

عمارت کے باہر تمام درختوں کے پتے جھڑ چکے تھے۔ ان کی ننگی ٹہنیاں ہوا سے آپس میں بج رہی تھیں اور یوں لگتا تھا کہ ماتم کر رہی ہیں۔ عنبر بھاگتا ہوا دروازے کے قریب موجود گدھ کے مجسمے کے پاس پہنچا تو گدھ کا مجسمہ خود بخود بھرنے لگا۔ پہلے اس کا چہرہ دو حصوں میں تڑخ گیا۔ پھر سر کی تھالی بھر بھرا کر کندھوں پر آگری اور پورا مجسمہ دیمک زدہ شہتیر کی طرح زمین پر بکھر گیا۔

اس کے ساتھ ہی ایک ہولناک چیخ ابھری پھر تو چیخوں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ عنبر نے مڑ کر دیکھا، درختوں کے نیچے بنے تمام مجسمے ٹوٹتے جا رہے تھے۔ اسی وقت ایک زبردست دھماکہ ہوا۔ پہلے ایسی عمارت لرز اٹھی۔ دوسرا دھماکہ ہوا اور عمارت زمین بوس ہو گئی۔

دوسرے سیارے سے آنے والے گدھ شیطان ختم ہو چکے تھے۔ وہ زمین پر انسانوں کا خون نچوڑنے آئے تھے مگر زمین ان کا مقبرہ بن گئی سچ ہے دوسروں کے لیے گڑھا کھودنے والا پہلے خود اس میں گرتا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر گرجے کے راستے باہر جنگل میں آ گیا۔

رات کا آخری پہر تھا۔ پو پھٹنے لگی تھی۔ بارش سے نہائے سرسبز درخت بڑے خوب صورت معلوم ہوتے تھے۔ درختوں کی ٹہنیوں میں رکا بارش کا پانی قطرہ قطرہ بن کر ٹپک رہا تھا۔ ہوا سے پتے آپس میں ٹکرانے سے ایسی آواز پیدا ہو رہی تھی جیسے پتے بھی شیطان گدھوں کی تباہی پر خوشی سے تالیاں بجا رہے ہوں۔

عنبر ایک طرف چل دیا۔

ابھی وہ زیادہ دور نہ گیا تھا کسی بچے کے زور سے چیخنے کی آواز سنائی دی: آواز درد اور کرب میں ڈوبی ہوئی تھی۔ عنبر رک کر آواز کی سمت کا اندازہ لگانے لگا۔ اسی وقت بچہ دوبارہ چیخا۔ عنبر نے آواز کی طرف دوڑ لگا دی۔ اس کے پاؤں میں گویا پر لگ گئے تھے۔ بچے کی چیخ سے اندازہ ہوتا کہ وہ کسی مشکل میں مبتلا ہے۔

لٹکتی شاخوں کو ہٹایا، جھاڑیوں کو کچلتا عنبر بھاگتا چلا جا رہا تھا۔ بچہ مسلسل چیخ رہا تھا اور اب آواز قریب سے آ رہی تھی۔ آگے جنگل اور گھنا ہو گیا تھا۔ کچھ ہی دیر میں عنبر ایک دریا کے کنارے جا پہنچا۔

یہاں کا ہولناک منظر دیکھتے ہی عنبر کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا۔

کنارے سے کچھ فاصلے پر ایک چٹان پانی میں ابھری ہوئی تھی۔ اس چٹان پر ایک حبشی لڑکا بیٹھا ہوا تھا۔ چٹان کے چاروں طرف دریائی گھوڑے منہ پھاڑے موجود تھے۔ یہ بڑے خون خوار دریائی گھوڑے تھے۔ ان کے لمبے اور تیز دانت دور سے ہی عنبر کو نظر آ رہے تھے۔ ہر دریائی گھوڑا ہاتھی جتنا بڑا تھا۔

حبشی لڑکا خوف سے چیخیں مار رہا تھا۔ ایک دریائی گھوڑا غار جتنا منہ پھاڑے چٹان پر چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ لڑکے کی جان خطرے میں تھی۔ عنبر نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ دریا کے کنارے برگد کا ایک بوڑھا اور گھنا درخت تھا۔ اس کی کئی شاخیں اتنی لمبی تھیں کہ زمین کو چھو رہی تھیں۔

عنبر نے ایک شاخ کو پکڑ کر اس کی مضبوطی اور لچک کا اندازہ کیا۔ یہ شاخ کام دے سکتی تھی۔ عنبر نے پھرتی سے کپڑے اتار کر ایک طرف رکھے۔ شاخ کو تھامے پیچھے ہٹا پھر دوڑتا ہوا آگے آیا اور شاخ سے جھولتا ہوا چٹان کی طرف جانے لگا بالکل اس طرح جیسے آپ پینگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جھولتے ہیں۔ شاخ نے اسے چٹان پر پہنچا دیا۔

عنبر نے حبشی لڑکے کو اپنے ساتھ چمٹا کر کہا:

"گھبراؤ مت ۔ مجھے مضبوطی سے پکڑ لو۔"

حبشی لڑکا، عنبر سے چمٹ گیا۔ عنبر نے شاخ کو دونوں سے تھام کر زور دار جھولا لیا اور کنارے کی طرف واپس آنے لگا۔ کڑکڑکڑ ـــ عنبر نے اوپر دیکھا۔ شاخ ٹوٹنے لگی تھی وہ عنبر اور لڑکے کا بوجھ نہ سنبھال سکتی تھی۔ شاخ ٹوٹ گئی۔ عنبر اور حبشی لڑکا دونوں کنارے کے پاس دریا میں گر گئے۔

سارے دریائی گھوڑے ان کی طرف لپکے۔

عنبر نے چلا کر کہا:

"لڑکے تم جلدی سے کنارے پر چلے جاؤ۔ جلدی کرو ورنہ دریائی گھوڑے تمہیں زندہ نہ چھوڑیں گے۔"

مگر لڑکا تو بُری طرح گھبرا چکا تھا۔ اس کے حواس قابو سے باہر تھے۔ عنبر نے اسے پشت پر لاد کر تیزی سے کنارے کی طرف تیرنا شروع کیا۔ کنارے سے چند فٹ دور تھا کہ دریائی گھوڑے آ پہنچے۔ عنبر نے لڑکے کو پوری طاقت سے کنارے کی طرف اچھال دیا۔ خوف کے مارے لڑکے کے منہ سے چیخ نکل گئی وہ ہوا میں

اڑتا ہوا کنارے پر اُگی لمبی گھاس میں جا گرا۔

اس وقت تک ایک دریائی گھوڑا عنبر تک پہنچ چکا تھا۔ اس نے دہاڑتے ہوئے عنبر پر حملہ کر دیا اور اسے دبوچنے کے لیے منہ کھول کر آگے بڑھا۔ عنبر نے درخت کی ٹوٹی ہوئی شاخ دریائی گھوڑے کی آنکھ میں گھسیڑ دی۔ دریائی گھوڑا بلبلا اُٹھا۔ اس نے تلوار ایسے لمبے اور نوکیلے دانتوں والا منہ عنبر کی ٹانگ پر مارا مگر عنبر کی ٹانگ تو ایک چٹان تھی

دریائی گھوڑے نے اپنا پچھلا دھڑ پانی میں زور سے مارا۔ پانی میں ہلچل مچ گئی۔ عنبر نے ایک بھرپور مکا گھوڑے کے جبڑے پر مارا۔ جبڑا ٹوٹ گیا۔ دریائی گھوڑا تڑپ کر پیچھے ہٹا۔ اس کے خون سے پانی سرخ ہونے لگا تھا۔ دریائی گھوڑے کے پیچھے ہٹتے ہی عنبر نے کنارے کی طرف تیرنا شروع کیا۔ خون کی بُو سے باقی دریائی گھوڑے بے چین ہو گئے تھے اور انہوں نے اپنے ہی زخمی ساتھی پر حملہ کر دیا تھا۔ عنبر کنارے پر آ گیا۔ لڑکا جھاڑیوں میں سہما بیٹھا تھا۔

عنبر نے اسے تسلی دی اور کپڑے پہننے کے بعد پوچھا کہ وہ کون ہے۔؟ لڑکے نے بتایا کہ اس کا نام

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جھومر ہے اور وہ آدم خور وحشیوں کے قبیلے سے تعلق رکھتا ہے۔ ان وحشیوں کا سردار ایک بوڑھا ہے جو دیوتاؤں کا بیٹا ہے کیوں کہ اس پر آگ اثر نہیں کرتی، تلوار کا وار ناکام ثابت ہوتا ہے۔

اس بوڑھے سردار کے حکم سے ہر ماہ قبیلے کے ایک بچے کو موت کے دریا میں ڈال دیا جاتا ہے اور وہ ان دریائی گھوڑوں کی خوراک بن جاتا ہے۔ وحشیوں کا عقیدہ ہے کہ اس طرح تباہی کا دیوتا راضی ہو جاتا ہے۔

عنبر کو وحشیوں کے عقیدے پر ہنسی آ گئی۔ دریائی گھوڑوں کا تباہی کے دیوتا سے کیا تعلق۔ مگر عنبر جانتا تھا کہ یہ آدم خور وحشی دماغ سے کام لینے کے عادی نہیں ہوتے اور اتنے توہم پرست ہوتے ہیں کہ اگر کسی الو کی مردہ کھوپڑی کو پوجنا شروع کر دیں تو ساری زندگی بلکہ نسل در نسل پوجتے ہی چلے جاتے ہیں۔ ساتھ ہی عنبر کے ذہن میں سوال ابھرا — لیکن وہ سردار جس پر آگ اور تلوار اثر نہیں کرتی۔ کیا وہ بھی میری طرح لافانی ہے؟

عنبر لڑکے کے ہمراہ آدم خوروں کے قبیلے کی طرف روانہ ہو گیا۔

اب ہم ماریا کے پاس چلتے ہیں جو ہندوستان میں شیوجی کے مندر میں ہے اور جانگلوس جادوگر اور اس کی ماں اردما ماریا کو قابو کرنے کی تدبیریں سوچ رہے ہیں۔

جانگلوس جادوگر سخت پریشان تھا اس نے کہا:

"اماں۔ ہم اس دشمن سے کیسے نبٹیں جو نظر ہی نہیں آتا۔ وہ غیبی عورت مجھے زندہ نہیں چھوڑے گی۔"

اردما غصے میں آ گئی اس نے چلا کر کہا:

"بکواس مت کرو۔ اس طرح بزدلوں کی سی باتیں کرنے سے بہتر ہے ڈوب مرو۔"

جانگلوس چپ ہو کر بیٹھ گیا۔ اردما کمرے میں ٹہلتی ہوئی بولی:

"یہ غیبی عورت میرے جادو سے قابو نہیں آئے گی اسے عقل سے مارنا پڑے گا۔ کوئی خطرناک چال چلنا پڑے گی۔"

جانگلوس ڈرتے ڈرتے بولا:

"اماں۔ تم اس معاملے میں مہاراج بندو لال سے مدد لو تو بات بن سکتی ہے وہ اس علاقے کے سب سے بڑے جادوگر ہیں تم نے بھی انہی سے جادو سیکھا تھا وہ تمہاری بات نہیں ٹالیں گے۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اردما اچھل پڑی اس نے جلدی سے کہا :

"مہاراج تو مجھے یاد ہی نہیں رہے تھے اب میں اس غیبی عورت کو تگنی کا ناچ نچوا دوں گی ۔ میں ابھی مہاراج کی طرف روانہ ہو جاتی ہوں اور انہیں ساتھ لے کر آتی ہوں"

اردما بندو لال کی طرف روانہ ہو گئی ۔ بندو لال بڑا خطرناک بنگالی جادوگر تھا ۔ جس وقت اردما اس کے پاس پہنچی وہ ایک جادو تیار کرنے کے لیے کالے سانپ ابال رہا تھا ۔ اس کا سر اور بھنویں منڈی ہوئی تھیں ۔ صرف ایک لمبی چوٹی تھی ۔ اردما نے ہاتھ جوڑ کر اسے پرنام کیا ۔ بندو لال نے اسے لال لال آنکھوں سے گھورا اور کڑک کر کہا :

"کیا بات ہے جلدی کرو"

اردما بولی :

"مہاراج ۔ آپ کے ہوتے ہوئے میں ایک غیبی چڑیل کے ہاتھوں تنگ آئی ہوئی ہوں ۔ وہ میرے بیٹے جانگوس کو مار ڈالنا چاہتی ہے ۔ میں نے اسے آپ کا نام لے کر ڈرایا تو چڑیل نے کہا میں مہاراج کو ابال کر اس کی یخنی پی جاؤں گی"

یہ جھوٹی بات اردما نے بندو لال کو طیش دلانے کے لیے کہی تھی ۔ اردما کا مقصد پورا ہو گیا ۔ بندو لال

فرش سے کئی فٹ اچھل کر چنگھاڑا :

اردما دل میں بڑی خوش ہوئی کہ بندو لال اس کے مطلب کی بات کر رہا ہے ۔ مگر رونی صورت بنا کر بولی :

"مہاراج آپ سے بڑا جادوگر تو اس زمین پر کوئی ہے ہی نہیں ۔ سارے جادوگر اور بھوت آپ کا نام سن کر کانپ اٹھتے ہیں اور آپ کو اپنا استاد مانتے ہیں"

بندو لال اپنی تعریف سن کر فوراً بانس پر چڑھ گیا ۔ اکڑ کر بولا :

"فکر مت کرو میں ابھی تمہارے ساتھ چلتا ہوں اور اس چڑیل کو مزا چکھاتا ہوں"

اردما خوش ہو کر بولی :

"مہاراج ۔ وہ بدبخت چڑیل کسی کو نظر نہیں آتی ہے اسی لیے میں اسے قابو نہ کر سکی"

بندو لال نے بڑی بڑی خوفناک مونچھوں پر ہاتھ پھیر کر کہا :

"میں سب ٹھیک کر لوں گا میں تو خون کی خوشبو سونگھ لیتا ہوں مجھ سے بچ کر کہاں جائے گی"

اردما ، بندو لال کو ساتھ لے کر مندر میں آ گئی ۔ ماریا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس وقت شیو جی کے بت کے پاس بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے جب اروما کے ساتھ ایک خطرناک شکل والے جادوگر کو دیکھا تو چونک گئی پھر اس نے سوچا شاید یہ اس پجارن کا کوئی عزیز ہو مگر کوئی شے اسے ان کے پیچھے جانے کا کہہ رہی تھی۔

ماریا، سوچے سمجھے بغیر ان کے پیچھے چل دی۔ اروما اور بندو لال سیدھے خفیہ کمرے میں چلے گئے۔ بندو لال اپنا جادو کا سامان نکالنے لگا اور مونچھوں کو تاؤ دے کر بولا:

"ابھی میرے جادو سے غیبی چڑیل جہاں بھی ہو گی یہاں آ جائے گی پھر میں تمہیں بڑا مزیدار تماشہ دکھاؤں گا۔"

اروما نے خفیہ کمرے کا دروازہ بند نہ کیا تھا۔ ماریا اندر آ گئی۔ جانگلوس جادوگر کو اپنے سامنے دیکھ کر وہ خوش ہو گئی۔ جس وقت ماریا کمرے میں داخل ہوئی بندو لال سامان نکالتا نکالتا رک گیا۔ اس نے زور سے سانس لیا پھر اس کا منہ ماریا کی طرف ہو گیا۔

بندو لال نے کہا:

"اروما مجھے کسی عورت کے خون کی بو آ رہی ہے۔ اس کمرے میں تمہارے سوا کوئی اور عورت بھی ہے۔"

جانگلوس چلایا:

"مہاراج:

"مہاراج۔ بندو لال۔ وہی غیبی چڑیل ہو گی۔ ہائے رام۔ وہ یہاں بھی آ پہنچی۔"

ماریا، بندو لال کی بات سن کر ڈر گئی تھی مگر جب اسے معلوم ہوا کہ بندو لال اسے دیکھ نہیں سکتا تو اسے تسلی ہوئی۔ جانگلوس اپنی جگہ سے اٹھ کر بندو لال کی طرف بھاگا۔ ماریا نے ٹانگ آگے کر دی۔ جانگلوس قلابازی کھا کر گرا۔ اس کا سر پھٹ گیا اور خون نکلنے لگا وہ خوف سے کانپتا ہوا چیخا:

"ہائے مہاراج۔ غیبی چڑیل مجھے مار رہی ہے۔"

ماریا نے ہنس کر کہا:

"تمہارے بندو لال مہاراج کی ایسی تیسی۔ میں تو تمہیں بندے دا پتر بنا دوں گی۔"

یہ کہہ کر ماریا نے بندو لال کی چٹیا پکڑ کر زور سے کھینچی۔ بندو لال کے منہ سے زور دار چیخ نکلی۔ ماریا نے اس کے گنجے سر پہ تھپڑ مارتے ہوئے کہا:

"کیوں مہاراج۔ اب کیسی طبیعت ہے؟"

بندو لال گرج کر بولا:

"ہٹ۔ ابھی تجھے بھسم کرتا ہوں۔ تیری یہ مجال کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میرے ساتھ مذاق کرے"۔

ماریا نے بندو لال پر تھپڑوں کی بارش کر دی۔ بندو لال کی ساری "مہاراجی" دم دبا کر بھاگ گئی۔ وہ چیخیں مارتا کمرے میں اِدھر اُدھر دوڑنے لگا۔ جانگلوس نے جب یہ حال دیکھا تو دروازے کی طرف لپکا مگر بے خبر نہ تھی۔ اس نے جانگلوس کو گردن سے دبوچ کر بندو لال پر پھینکتے ہوئے کہا:

"بیٹا جی۔۔ تم کدھر بھاگے جا رہے ہو تم سے مجھے پرانا حساب چکانا ہے"۔

یہ کہہ کر ماریا نے اردما کو بھی بالوں سے گھسیٹ لیا اور کہا:

"تم بھی آ جاؤ ورنہ مار سے محروم رہ جاؤ گی۔ میں تم سب کی ایسی خبر لوں گی کہ یاد رکھو گے"۔

اب جو ماریا نے ان کی پٹائی شروع کی تو انہیں نانی یاد آ گئی۔ ماریا نے کمرے میں پڑا کپڑے دھونے والا ڈنڈہ اٹھا لیا تھا اور برسائے جا رہی تھی۔ ان کی چیخیں سن کر سارے پنڈت اور دیو داسیاں آ گئیں۔ وہ حیران پریشان کھڑی یہ دیکھ رہی تھیں۔ ماریا کو تو وہ دیکھ نہیں سکتی تھیں۔ البتہ ڈنڈے سے مار پڑنے کی آواز سن سکتی تھیں۔

ماریا نے جانگلوس کے سر پر پوری طاقت سے ڈنڈہ مارا تو اس کی کھوپڑی ٹوٹ گئی۔ بھیجا باہر نکل آیا اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ اردما نے یہ دیکھا تو چیخ مار کر بیہوش ہو گئی۔ بندو لال تھر تھر کانپنے لگا اور بولا:

"معاف کر دو۔ تم ضرور کوئی دیوی ہو"۔

ماریا نے اس کی کمر پر ڈنڈہ مارتے ہوئے کہا:

"آ گئے سیدھے راستے پر۔ جان کی خیریت چاہتے ہو تو ناک سے زمین پر لکیریں بناؤ"۔

پنڈت اور دیو داسیاں تو غیبی آواز سنتے ہی چیخیں مارتی بھاگ گئیں۔ بندو لال مہاراج کی کم بختی آئی ہوئی تھی۔ بھاگ بھی نہیں سکتے تھے۔

ماریا نے کڑک کر کہا:

"چلو نکالو ناک سے لکیریں۔ ورنہ...."

بندو لال ہاتھ جوڑ کر بولا:

"مارنا مت۔ میں ابھی لکیریں نکالتا ہوں۔ ہائے بڑی درد ہو رہی ہے۔ اوئی بھگوان"

بندو لال پھینٹی لگتے ہی بندے کا پتر بن گیا تھا۔ وہ جھک کر ناک سے لکیریں کھینچنے لگا۔ لکیریں نکالنے کے بعد ماریا نے اسے کان سے پکڑ کر اٹھایا اور کمر پر لات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مار کر بولی :

"حرام کھا کر ہاتھی بن گئے ہو۔ بھاگ جاؤ یہاں سے اور کان کھول کر سن لو پھر کبھی ادھر کا رُخ کیا تو وہ مار لگاؤں گی کہ ساری زندگی روتے رہو گے۔"

بندو لال نے ڈنڈوت کرتے ہوئے کہا :

"دیوی جی۔ اب تو میں اپنی اولاد کو بھی اس مندر میں نہ آنے دوں گا۔ ہائے۔ اوئی۔ ہائے۔"

بندو لال گرتا پڑتا کمرے سے نکل بھاگا۔ ماریا بھی کمرے سے باہر آگئی۔ مندر ویران پڑا تھا۔ سب پنڈت اور دیو داسیاں بھاگ چکی تھیں۔ مندر سے نکل کر ماریا قریبی باغ کی طرف بڑھی جہاں اس نے اپنا گھوڑا باندھا تھا۔ گھوڑا ہری ہری گھاس کھا رہا تھا۔

کچھ فاصلے پر ایک بوڑھا پودوں کو صاف کر رہا تھا۔ وہ جھاڑیوں کے پیچھے تھا اس لیے ماریا اسے نہ دیکھ سکی۔ ماریا اچک کر گھوڑے پر سوار ہوئی تو گھوڑا غائب ہو گیا۔ اتفاق سے مالی اسی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس نے جب گھوڑے کو غائب ہوتے دیکھا تو کھرپی اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ اس نے آنکھیں مل مل کر دیکھا کہ شاید اسے غلط فہمی ہوئی ہے مگر گھوڑا واقعی غائب ہو چکا تھا۔ بوڑھے مالی کو غش آگیا۔

ماریا گھوڑے پر سوار شہر کی طرف چل دی۔ رات ہونے والی تھی۔ ماریا کسی اچھی سرائے میں رات گزارنا چاہتی تھی۔ شہر کے بڑے چوک میں ایک ہندو کی شاندار سرائے تھی۔ سرائے کے باہر گھوڑے باندھنے کے لیے کھونٹے لگے ہوئے تھے۔ ماریا نے ادھر ادھر دیکھا۔ کوئی اس طرف متوجہ نہ تھا۔ ماریا گھوڑے سے اتر آئی۔

گھوڑا ظاہر ہو گیا۔ ماریا نے اسے کھونٹے سے باندھا اور سرائے میں داخل ہو گئی۔ سرائے بڑی شاندار تھی۔ اس میں خوب رونق تھی۔ دروازے کے پاس ہی ہندو مالک اپنی دھوتی سنبھالتا سونے کے سکے گن رہا تھا۔ ماریا اس کے پاس سے گزرتی ہوئی رہائشی کمروں کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

سارے کمرے پُر تھے صرف ایک کمرہ خالی تھا مگر اس میں بھی کسی کا سامان پڑا ہوا تھا۔ ماریا کو نیند آ رہی تھی وہ دروازہ کھول کر کمرے میں داخل ہو کر پلنگ پر لیٹ گئی!!

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

MALIK LIBRARY
CHOWK SILIKHANA
KOTLA TOLA KHAN
MULTAN.

سرائے کا بھوت

یہ کمرہ ایک امیر ہندو تاجر کا تھا۔

وہ آج رات اپنے ایک دوست کے گھر گیا ہوا تھا۔

جب سے سامری جادوگر نے ماریا کی خفیہ طاقتیں چھین لی تھیں۔ ماریا کو نیند اور بھوک ستانے لگی تھی۔ ورنہ اس سے پہلے نہ تو اسے نیند آتی تھی اور نہ بھوک لگتی تھی۔ کبھی کبھی وہ سکون لینے کے لیے سو جاتی تھی مگر اب ماریا کو پلنگ پر لیٹتے ہی نیند نے آ دبوچا۔

اس سرائے میں رمیش نامی ایک ہندو کام کرتا تھا۔ وہ بلا کا مکار اور چور انسان تھا۔ اس نے ہندو تاجر کی غیر موجودگی میں چوری کا منصوبہ بنا رکھا تھا۔ آدھی رات ہوئی تو وہ اپنے ایک ساتھی چور کے ساتھ کمرے میں گھس آیا۔ دونوں چوروں نے کپڑے کے نقاب چڑھا رکھے تھے۔

چاند کی روشنی کھڑکی کے راستے اندر آ رہی تھی۔ کھڑکی کے پاس ہی پلنگ تھا۔ رمیش اور اس کے ساتھی نے دیکھا کہ

کوئی لحاف اوڑھے سو رہا ہے۔ دونوں ایک کونے میں کھڑے ہو کر کھسر پھسر کرنے لگے۔

رمیش کے ساتھی چور نے کہا،

"تم تو کہتے تھے۔ تاجر اپنے دوست کے گھر گیا ہوا ہے اور کمرہ خالی پڑا ہے پھر یہ کیا تمہارا باپ سو رہا ہے؟"

رمیش نے کہا؛

"تاجر تو میرے سامنے مالک کو یہی کہہ کر گیا تھا شاید بعد میں پروگرام بدل گیا ہو۔"

ساتھی چور نے دبے لہجے میں کہا؛

"پھر اب کیا پروگرام ہے۔ بڑا خطرہ مول لے کر آئے ہیں خالی ہاتھ تو واپس نہ جائیں گے۔"

رمیش بڑا خونی قسم کا چور تھا۔ کئی آدمیوں کو مار چکا تھا۔ اس نے خنجر نکال لیا اور بے رحمی سے ہنس کر بولا،

"خالی ہاتھ کون کم بخت جائے گا۔ اس کا تو میں ابھی پتہ کھینچ دیتا ہوں۔"

رمیش کے ساتھی نے کہا،

"ہاں یہی مناسب ہے مگر دیکھو کوئی آواز پیدا نہ ہو۔ سالے کو ایک ہی وار میں ٹھنڈا کر دینا۔"

رمیش خنجر تھامے پلنگ کی طرف بڑھا۔ اتفاق کی بات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کہ ماریا کو سخت پیاس محسوس ہوئی اور اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے لحاف سرکا کر منہ باہر نکالا۔ رمیش نے لحاف سرکتے ہوئے دیکھ لیا تھا مگر ماریا کو تو وہ دیکھ نہیں سکتا تھا

ماریا نے دونوں چوروں کو دیکھ لیا تھا وہ سارا معاملہ سمجھ گئی تھی اور لحاف اکٹھا کر کے اٹھ بیٹھی۔ پلنگ زور سے چرچرایا۔ رمیش اور ساتھی چور نے لحاف کو اکٹھا ہوتے اور پلنگ چرچرانے کی آواز سن لی تھی مگر کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ ان دونوں کا تو خون خشک ہو گیا۔

ساتھی چور نے کچھ کہنا چاہا مگر الفاظ حلق میں ہی پھنسے رہ گئے۔ وہ بھاگنا چاہتا تھا مگر پاؤں من من بھاری ہو گئے تھے اور جسم یوں کانپ رہے تھے جیسے جاڑے کا بخار چڑھ آیا ہو۔

ماریا نے قریب آ کر کہا:

"ہوں۔ تو تم دونوں چور اور قاتل ہو۔"

"ہے ہے ہے" دونوں کی گھگھی بندھ گئی۔ دونوں چیخیں مارتے کمرے سے نکل بھاگے پھر تو گویا سرائے میں بھونچال آ گیا۔ سارے مسافر جاگ پڑے مگر دونوں چور بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے تھے۔

ماریا دوبارہ پلنگ پر لیٹ کر سو گئی۔ صبح کھڑکی کے

راستے سورج کی کرنوں نے آ کر اسے جگایا۔ ماریا کمرے کے ساتھ بنے غسل خانے میں جا کر نہانے لگی۔ اتفاق کی بات کہ سرائے کا بیرہ کمرے کے سامنے سے گزرا۔

اس نے جب نل سے پانی گرنے کی آواز سنی تو رک گیا۔ ہندو تاجر تو رات سے آیا ہی نہیں تھا۔ اس نے سوچا غسل خانے میں کون نہا رہا ہے۔ ساتھ ہی بیرے کو رات والا ہنگامہ یاد آ گیا۔ وہ دبے قدموں کمرے میں آ گیا۔ اور ڈنڈے والا جھاڑو اٹھا کر غسل خانے کی طرف بڑھا۔

ادھر ماریا نہا کر کپڑے بدل چکی تھی۔ اس نے نل بند کیا۔ اسی وقت غسل خانے کا دروازہ کھل گیا۔ ماریا نے دیکھا کہ بیرہ بڑی حیرانی سے اندر دیکھ رہا ہے۔ بیرے کی حیرت تو عروج پر تھی۔ غسل خانے کے فرش پر صابن کی جھاگ پھیلی ہوئی تھی۔ نل بھی بند ہو گیا تھا مگر غسلخانہ خالی پڑا تھا۔

ماریا مسکراتی ہوئی بیرے کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اسے جو شرارت سوجھی اس نے بیرے کی قمیض پکڑ کر کھینچی۔ بیرا اچھل پڑا۔

ماریا نے بڑی میٹھی آواز میں کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"ہیلو۔ کیا حال ہے۔"

بیرے کی تو جان ہی نکل گئی وہ بھوت بھوت کا شور مچاتا بھاگ اٹھا اور سیدھا ہندو مالک کے پاس گیا۔ ہندو مالک اسے بھوت کا شور مچاتے دیکھ کر غصے میں آگیا تھا۔ یہ اس کے کاروبار کا معاملہ تھا اگر مسافروں کو یقین ہو جاتا کہ اس سرائے میں کوئی بھوت ہے تو وہ فوراً سرائے چھوڑ کر چلے جاتے۔

ہندو مالک نے بیرے کو تھپڑ مارتے ہوئے کہا:

"ابے رات بھنگ تو نہیں پی گیا تھا جو صبح صبح بھوت نظر آ رہے ہیں۔"

بیرے نے کانپتے ہوئے کہا:

"مالک سچ کہتا ہوں۔ کمرہ نمبر ۳۲ میں بھوت ہے۔"

ہندو نے کہا:

"تو نے اسے دیکھا تھا کیا؟"

بیرا بولا:

"نہیں مالک اس کی آواز سنی تھی وہ کسی زنانہ بھوت کی آواز تھی۔"

اس دوران کئی مسافر ان دونوں کے گرد اکٹھے ہو چکے تھے۔ ہندو مالک گھبرا گیا اس نے کہا:

"ابے تیرے کان بجے ہوں گے۔ ذرا چل مجھے بھی بھوت دکھا۔ اگر بھوت نہ ہوا تو میں تیری کھال کھچوا کر اس میں بھس بھروا دوں گا۔ دماغ چل گیا ہے سالے کا۔"

ہندو اور بیرا کمرے کی طرف دوڑے۔ کئی مسافر بھی ساتھ ہو لئے۔ ماریا کو بھوک لگ رہی تھی وہ کمرے سے نکلنے لگی تھی کہ سارے لوگ آ گئے۔ ماریا ایک طرف کھڑی ہو گئی۔

ہندو مالک نے دھوتی سنبھالتے ہوئے کہا:

"کہاں ہے بھوت۔ خوامخواہ شور مچا رکھا تھا۔ اب میں تجھے ہرگز نہ چھوڑوں گا۔"

بیرے نے ڈری ہوئی آواز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا:

"حضور۔ میں بھگوان کی قسم کھاتا ہوں کہ میں نے بھوت کی آواز سنی تھی۔"

ہندو مالک نے کڑکتے ہوئے کہا:

"چپ۔ جھوٹی قسم کھاتے ہو۔ اب ذرا بلاؤ اپنے بھوت کو۔ سالے کو بھگنی کا ناچ نچا دوں گا۔ میں تو بھوتوں کا بھی باپ ہوں۔ کئی بھوت پکڑ کر آگ میں جلا دیئے ہیں۔"

ہندو تو ڈینگیں مار رہا تھا۔ اسے کیا خبر تھی کہ ماریا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پاس کھڑی یہ گفتگو سن رہی ہے۔ اس نے آگے بڑھ کر ہندو مالک کا کان پکڑ کر کھینچا۔ ہندو مالک کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ اس نے مڑ کر اپنے ملازم کے منہ پر زور سے تھپڑ مارا اور چلایا:

"میرے کان کھینچتے ہو۔ تمہیں یہ ہمت کیسے ہوئی۔ ہائے ہائے کیسا وقت آ گیا ہے۔ ملازم اب مالکوں کے کان کھینچنے لگے ہیں۔"

ہیرے نے گال سہلاتے ہوئے کہا:

"میں نے تو کان نہیں کھینچا تھا۔"

ہندو مالک گرجا:

"تو کیا تیرے باپ نے کھینچا تھا۔ آج صبح سے جھوٹ بولنے کا دورہ پڑ گیا ہے کیا؟ ہر بات میں جھوٹ۔"

ماریا نے ہندو مالک کے کان میں سرگوشی کی:

"لالہ جی — کان تو میں نے کھینچا تھا اور سنایئے کیا حال ہے؟"

ہندو مالک کا تو منہ کھل گیا۔ اس نے ادھر اُدھر دیکھا ماریا نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا:

"آپ نے بتایا نہیں طبیعت کیسی ہے اور کاروبار کیسا چل رہا ہے۔ سب ٹھیک تو ہے نا۔"

ہندو لالے کی توند لرزنے لگی۔ چہرے پر زلزلے کے آثار پیدا ہو گئے۔ اسے ہاتھ کا دباؤ اور گرمائش تو محسوس ہو رہی تھی۔ مگر کوئی نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس کے منہ سے ڈری ڈری عجیب آوازیں نکلنے لگیں۔ سارے مسافر، ہندو کو گھورنے لگے۔ ماریا کو تو انہوں نے دیکھا نہیں تھا اور نہ ہی اس کی آواز سنی تھی۔

ایک مسافر نے کہا:

"لالہ جی۔ کیا خیریت تو ہے؟"

ہندو لالہ جی کیا بتاتے بس خیریت ہی تو نہیں تھی۔

ماریا نے اس کے کان میں کہا:

"ارے لالہ۔ تم کانپ کیوں رہے ہو۔ تم تو بڑے بہادر ہو کوئی بھوت پکڑ کر جلا چکے ہو مجھے بھی پکڑو۔"

ہندو مالک نے کپکپاتی آواز میں کہا:

"ہے بھوتنی جی۔ غل۔ غل۔ غلطی ہو گئی۔ بھگوان قسم آئندہ کبھی نہیں کہوں گا۔"

اب ماریا نے اونچی آواز میں کہا:

"تم نے اس غریب ملازم کو مفت میں پیٹ ڈالا اسے ایک سو سکے دو ورنہ میں تمہیں کچا چبا جاؤں گی۔"

مسافر تو اس کی آواز سنتے ہی چیخیں مارتے سر پر پاؤں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رکھ کر بھاگے۔ ہندو لالہ تو اس وقت گدھے کو بھی باپ تسلیم کرنے پر رضا مند تھا۔ اس نے فوراً کہا:

"بھوتنی جی۔ ابھی سکّے دیتا ہوں۔"

ماریا نے اس کے کندھے سے ہاتھ اُٹھا لیا۔ ہندو مالک اندھا دھند باہر کو بھاگا۔ دروازے سے زوردار ٹکر ہوئی مگر اس نے رکنے کی بجائے بھاگنا بہتر سمجھا۔ ماریا ہنستی ہوئی کمرے سے نکل آئی۔ باورچی خانے سے ناشتہ کرنے کے بعد وہ بازار میں نکل آئی۔

بازار میں خوب رونق تھی۔ حلوائیوں کی دوکانوں کے آگے ٹھٹھ لگے ہوئے تھے۔ دوکانوں کے باہر دریاں بچھی تھیں جن پر لوگ بیٹھے پوریاں اور حلوہ کھا رہے تھے۔ مندروں کی گھنٹیاں بج رہی تھیں ماریا سیر کرتی ہوئی کافی آگے نکل آئی۔

اسی وقت اس نے ایک گلی میں دو آدمیوں کو بڑے پر اسرار انداز میں کھسر پھسر کرتے دیکھا۔ ماریا میں تجسس کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ ان آدمیوں میں سے ایک سپیرا معلوم ہوتا تھا۔ اس نے بڑا سا پٹارہ اٹھا رکھا تھا اور گلے میں بین لٹک رہی تھی۔ دوسرا شخص دُبلا پتلا اور کانا تھا۔ اس کی ایک آنکھ سبز کپڑے

سے ڈھکی ہوئی تھی۔ اس نے سر پر پگڑی باندھ رکھی تھی۔ یہ شخص شکل سے ہی بڑا مکّار اور خطرناک نظر آتا تھا۔

ماریا کے دیکھتے ہی دیکھتے سپیرے نے اپنے پٹارے سے ایک چھوٹی ٹوکری نکال کر کانے کے حوالے کر دی۔ ماریا اس دوران ان کے پاس پہنچ چکی تھی۔ اسے سپیرے کی آواز سنائی دی۔ جو کہہ رہا تھا۔

"سرکار آپ فکر ہی نہ کریں۔ بڑا زہریلا پھنیر سانپ ہے۔ اس کا ڈسا تو ہائے بھی نہیں کہتا فوراً ختم ہو جاتا ہے۔"

کانے نے کہا:

"شاباش۔ مجھے ایسے ہی سانپ کی ضرورت تھی تم نے مجھے خوش کر دیا ہے۔"

کانے نے جیب میں ہاتھ ڈال کر سونے کے مٹھی بھر سکّے نکال کر سپیرے کے دامن میں ڈال دیئے۔ سپیرا تو خوشی سے نہال ہو گیا ۔۔ کانے نے ٹوکری بغل میں دبائی اور تیز رفتاری سے ایک طرف چل دیا۔ ماریا کو کانا ایک بہت مکروہ شکل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چمگادڑ لگا جو کسی کا خون چوسنے جا رہا ہو۔ ماریا نے اس کا تعاقب شروع کر دیا۔ وہ یہ معلوم کرنا چاہتی تھی کہ کانے نے زہریلا سانپ کیوں لیا ہے؟ کیا وہ اس سے کسی انسان کو ڈسوانا چاہتا ہے!!

◎

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ٹوکری میں سانپ

کانا تیز تیز قدم اٹھاتا بھاگا چلا جا رہا تھا۔

شہر کی تنگ گلیوں سے گزر کر کانا ایک پرانی حویلی میں داخل ہو گیا۔ حویلی کے دروازے پر دربان کھڑا تھا مگر وہ ماریا کو کب دیکھ سکتا تھا۔ ماریا کانے کے ساتھ ہی حویلی میں گھس چکی تھی۔ حویلی کی ڈیوڑھی سے گزر کر کانا صحن میں آ گیا۔

یہاں ایک خوب صورت کرسی پر ادھیڑ عمر کا پکے چہرے والا آدمی بیٹھا تھا۔ اس کی آنکھیں سانپ کی طرح گول اور سرخ تھیں۔ ناک لمبی اور طوطے کی طرح مڑی ہوئی تھی۔ باریک مونچھیں بل کھا کر بچھو کے ڈنک کی طرح اوپر کو اٹھی ہوئی تھی۔ ماریا کو پہلی نظر میں ہی یہ شخص بڑا عیار اور قاتل انسان نظر آیا۔

کانے کو دیکھتے ہی اس شخص نے بے تابی سے کہا:

"کیوں کام بن گیا؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کانے نے ادب سے کہا:

"جاگیردار صاحب۔ یہ بھی کوئی کام تھا خادم تو آپ کے لیے آسمان سے ستارے توڑ لائے۔ ایسا زبردست زہریلا سانپ لایا ہوں کہ بس پوچھیے مت۔ ہاتھی کو ڈسے تو ابھی مر جائے۔"

جاگیردار نے خوش ہو کر کہا:

"بہت خوب۔ تم نے ہمیں خوش کر دیا ہے اب ہمارے راستے کا سب سے بڑا کانٹا ہمیشہ کے لیے دور ہو جائے گا۔ میں ساری دولت کا واحد وارث بن جاؤں گا۔"

یہ کہتے ہوئے جاگیردار نے ٹوکری کو ہاتھ لگا کر ہلایا۔ پھنیر سانپ زور سے پھنکارا۔ جاگیردار اچھل کر پیچھے ہٹ گیا پھر اپنی پتلی پتلی مونچھوں پر ہاتھ پھیر کر بولا:

"بڑا باکمال سانپ ہے۔ اسے آج شام ہی بچے کے کمرے میں چھوڑ دینا۔"

یہ کہہ کر جاگیردار نے جیب سے سکوں کی تھیلی نکال کر کانے کی طرف اچھال دی۔ کانے نے تھیلی فضا میں ہی دبوچ لی اور بڑی پھرتی سے اپنی جیب میں ڈال کر بولا:

"جاگیردار صاحب۔ آج رات تک آپ جائیداد کے اکیلے وارث بن جائیں گے بچے پرکاش کو تو مرا ہوا سمجھیں۔"

ماریا سمجھ گئی کہ یہ ظالم انسان کسی معصوم بچے کو ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ ماریا کو بڑا غصہ آیا اس نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ ان کا خوفناک منصوبہ کامیاب نہ ہونے دے گی۔

شام ہوئی تو کانا سانپ والی ٹوکری کو لباس میں چھپا کر حویلی سے نکل پڑا۔ ماریا اس کے پیچھے تھی۔ مختلف گلیوں سے گزرتے ہوئے وہ ایک شاندار اونچی حویلی کے سامنے پہنچ گئے۔ کانے نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ دروازہ کھلتے ہی وہ پھرتی سے اندر داخل ہو گیا اور دروازہ بند کر دیا۔

ماریا باہر ہی رہ گئی۔ اس نے دروازے پر زور سے ہاتھ مارے۔ اس بار ایک بوڑھی عورت نے دروازہ کھولا اس نے باہر جھانک کر دیکھا کوئی بھی نہ تھا۔ گلی بھی سنسان پڑی تھی۔ وہ بڑبڑائی:

"کمال ہے۔ دستک کس نے دی تھی یہاں تو کوئی بھی نہیں ہے۔"

دستک دینے والی ماریا تو اس کے پاس کھڑا مسکرا رہی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھی۔ بوڑھی عورت سمجھی شاید ہوا سے دروازہ بجا ہو۔ وہ دروازہ بند کرنے لگی۔ تو ماریا لپک کر اندر آگئی۔ اندر آتے ہوئے اس کا کندھا ایک پٹ سے ٹکرا گیا۔ دروازے کی کنڈی زور سے بجی۔ بوڑھی عورت نے چونک کر کنڈی کی طرف دیکھا مگر اس کی سمجھ میں کچھ نہ آیا۔

وہ دروازہ بند کر کے اندر چلی گئی۔ ماریا اس کے ساتھ تھی۔ ڈیوڑھی اور صحن سے گزر کر وہ ایک بڑے کمرے میں پہنچے۔ یہاں پلنگ پر ایک جوان عورت اور خوبصورت گول مٹول سا بچہ بیٹھا تھا۔ پاس ہی وہ مکار کانا بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا:

"باہر کون تھا بڑی مالکن؟"

بوڑھی نے کہا:

"کوئی نہیں تھا۔ ہوا سے دروازہ بج رہا تھا شاید۔"

ماریا نے آگے بڑھ کر بچے کو دیکھا۔ اس کی عمر دس سال کے لگ بھگ تھی۔ معصوم چہرہ اور سمندر کے پانی ایسی گہری نیلی آنکھیں۔ نوجوان عورت بھی بڑی خوب صورت اور پاکیزہ چہرے والی تھی وہ غالباً بچے کی ماں تھی اور بوڑھی بچے کی دادی تھی۔

مکار کانا کہہ رہا تھا:

"جاگیر دار صاحب کو آپ کی بڑی فکر رہتی ہے انہوں نے مجھے بھیجا تھا کہ معلوم کروں آپ کو کسی چیز کی ضرورت تو نہیں۔"

بوڑھی عورت نے کہا:

"وہ میرا سوتیلا بیٹا ہے مگر میرا بڑا خیال رکھتا ہے۔"

مکار کانا اس دوران بڑی ہوشیاری سے سانپ والی ٹوکری نکال کر بچے کے پلنگ تلے رکھ چکا تھا۔ اس نے ٹوکری کا ڈھکن ڈھیلا کر دیا تھا۔ اب سانپ تھوڑی سی کوشش کر کے باہر نکل سکتا تھا۔ کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں کرنے کے بعد کانا اٹھ کر چلا گیا۔ بچہ پرکاش سو چکا تھا۔ حویلی میں ماں اور دادی رہ گئی تھیں۔

ماریا نے بڑی نرم آواز میں بچے کی ماں کے کان میں کہا:

"میں آسمانی روح ہوں اور تمہاری مدد کرنے کے لیے آئی ہوں۔"

پہلے تو بچے کی ماں کو یقین نہ آیا کہ اس نے کوئی آواز سنی ہے۔ وہ سمجھی کہ میرے کان بجے ہیں مگر جب ماریا نے دوسری بار کہا تو عورت اچھل کر پرے ہٹ گئی اس کا رنگ سفید پڑ گیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بوڑھی عورت نے یہ دیکھ کر کہا:

"بیٹی کیا ہوا۔ تم ڈر کیوں گئی ہو۔"

عورت نے کانپتی آواز میں کہا:

"آپ نے وہ آواز نہیں سنی ہے۔ اس حویلی میں کوئی بھوت آ گیا۔"

بوڑھی عورت بھی سہم گئی کہ ان کے مکان میں جن بھوت کدھر سے آ گھسا۔

ماریا نے بلند آواز سے کہا:

"گھبرایئے نہیں۔ میں آسمانی روح ہوں اور تمہاری مدد کے لیے آئی ہوں۔ جاگیر دار، تمہارا سوتیلا بیٹا اس بچے پرکاش کو مار ڈالنا چاہتا ہے اس کا کانا ساتھی پلنگ کے نیچے زہریلے سانپ والی ٹوکری رکھ گیا ہے۔"

جوان عورت نے بچے کو اپنے ساتھ چمٹا لیا۔ بوڑھی عورت نے پلنگ کے نیچے دیکھا واقعی وہاں ٹوکری پڑی تھی۔ ماریا نے کہا:

"گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ میں آپ کی دوست ہوں میرے ہوتے ہوئے اس بچے کو کوئی نقصان نہ پہنچے گا۔"

ماریا نے پلنگ کے نیچے سے ٹوکری اٹھا لی۔ ٹوکری اس کے ہاتھ میں آتے ہی غائب ہو گئی تھی ماریا نے کہا،

"میں اس سانپ کو ابھی باہر پھینک کر آتی ہوں۔"

ماریا ہزاروں سال ناگ کے ساتھ رہی تھی اس لیے اس کے لباس میں ناگ کی بو رچی ہوئی تھی۔ ٹوکری میں بند سانپ نے یہ بو سونگھ لی تھی۔ "ناگ بھون" سے آنے والے ایک سانپ نے اسے بتایا تھا ناگ قتل ہو چکا ہے اور اس کی لاش گم ہے اور سب سانپ لاش تلاش کر رہے ہیں۔ اب سانپ کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ ناگ کی بو کہاں سے آ رہی ہے۔ اس نے لہروں کا سگنل بھیجا:

"کیا تم ناگ دیوتا ہو؟"

لہریں ماریا کے دماغ سے ٹکرا کر الفاظ بن گئیں

ماریا نے جوابی سگنل دیا:

"نہیں۔ میں ناگ کی بہن ماریا ہوں۔ تم بڑے غلط سانپ ہو معصوم بچوں کو ڈستے پھر رہے ہو۔"

سانپ نے کہا:

"ناگ دیوتا کی بہن — سپیرے نے مجھے دھوکے سے پکڑ لیا تھا ورنہ میں ناگ کی لاش تلاش کر رہا تھا۔" یہ کہہ کر سانپ نے ساری بات بتا دی۔ ماریا کو یہ سن کر بڑی تسلی ہوئی کہ تمام سانپ، ناگ کی لاش ڈھونڈنے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں لگ چکے ہیں۔ اس نے حویلی سے باہر آکر ٹوکری کا ڈھکن اٹھا دیا۔ سانپ نے جھک کر اسے سلام کیا اور رینگتا ہوا چلا گیا۔

ماریا واپس حویلی میں آگئی۔

بوڑھی عورت نے اسے ساری کہانی سنا دی۔ پرکاش کا باپ امیر سوداگر تھا اور چند دن پہلے فوت ہو گیا تھا۔ اب ساری دولت اور جائیداد کا وارث پرکاش ہی تھا۔ جاگیر دار جو پرکاش کے باپ کا سوتیلا بھائی تھا۔ پرکاش کو ہلاک کر کے دولت پر قبضہ کرنا چاہتا تھا۔

رات گزر گئی۔ صبح ہوتے ہی جاگیر دار اور کانا حویلی میں آئے۔ ان کا خیال تھا۔ کہ سانپ کے ڈسنے سے پرکاش مر چکا ہوگا مگر وہ تو زندہ بیٹھا کھیل رہا تھا۔ جاگیر دار نے قہر آلود نگاہوں سے کانے کی طرف دیکھا۔ کانے نے بڑی چالاکی سے پلنگ کے نیچے جھانکا۔ ٹوکری غائب تھی۔ ماریا کی ہدایت کے مطابق دونوں عورتیں ہنس کر جاگیردار سے باتیں کر رہی تھیں تاکہ وہ یہی سمجھے کہ یہ عورتیں اس کی سازش سے بے خبر ہیں۔

کچھ دیر بیٹھنے کے بعد جاگیردار اور کانا حویلی سے نکل آئے۔ باہر آتے ہی جاگیر دار، کانے پر برس پڑا اس

نے چلا کر کہا:

"الو کے پٹھے۔ تم تو کہتے تھے پرکاش مر چکا ہوگا۔ حرامی کی اولاد وہ تو زندہ ہے۔"

کانے نے مکاری سے کہا:

"سانپ پٹاری سے نکلا ہی نہیں تو ڈستا کیا خاک۔ ٹوکری ہی غائب ہے اس کا مطلب ہے ان عورتوں کو ٹوکری کا پتہ چل گیا تھا۔"

جاگیر دار نے کہا:

"اب کیا ہوگا۔ لڑکا مرے گا نہیں تو دولت کیسے ہاتھ آئے گی۔"

کانے نے ہنس کر کہا:

"فکر ہی نہ کریں۔ اب کے میں ایسا بندوبست کروں گا کہ پرکاش بچ نہ سکے گا۔"

اس شہر میں دو چالاک بہروپیے رہتے تھے۔ وہ بھیس بدلنے کے اس قدر ماہر تھے کہ کوئی پہچان نہ سکتا تھا، یہ دونوں۔ بہروپیے کانے کے دوست تھے۔ کانا سیدھا ان کے پاس پہنچا۔ کانے کو دیکھ کر وہ خوش ہوئے ایک نے کہا:

"آؤ بھئی بڑے دن بعد شکل دکھائی ہے کہیں باہر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چلے گئے تھے کیا؟"

کالے نے کہا:

"اس بات کو چھوڑو اور غور سے میری بات سنو۔ تمہیں ایک لڑکے کو اغوا کرنا ہے۔ خوب مال ملے گا۔ تم میں سے ایک عورت کے روپ میں حویلی میں جائے گا اور پانی کے سارے مٹکوں میں بے ہوشی کی دوا ملا دے گا اور جب گھر والے پانی پی کر بے ہوش ہو جائیں تو لڑکے کو اٹھا لانا۔"

ایک بہروپیے نے کہا:

"ارے یہ بھی کوئی کام بس ہوا سمجھو۔"

یہ بہروپیا عورت کا بھیس بدلنے میں بڑا ماہر تھا۔ اس نے بوڑھی لنگڑی عورت کا بھیس دھار لیا اور پرانے کپڑے پہن کر حویلی کی طرف چل دیا۔ دوسرا بہروپیا اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ حویلی والی گلی میں پہنچ کر بہروپیے نے بڑی درد ناک آواز میں صدا لگائی:

"ارے ہے کوئی نیک بندہ۔ جو بھگوان کے واسطے مجھ غریب کو روٹی کھلا دے۔"

کم بخت بہروپیا بلا کا عیار تھا۔ اس کے حلق سے بالکل کسی بوڑھی عورت کی آواز نکل رہی تھی۔ دوپہر کا

وقت ہو رہا تھا۔ حویلی میں پرکاش، ماں اور دادی کھانے کی تیاریاں کر رہی تھیں۔ ماریا بھی پاس ہی بیٹھی تھی۔ بہروپیے کی صدا سن کر دادی نے کہا:

"لگتا ہے کوئی بڑی مجبور اور لاچار عورت ہے۔ کتنا درد ہے اس کی آواز میں۔ اسے کھانا کھلا دینا چاہیے۔"

پرکاش کی ماں نے کہا:

"ہاں ہاں۔ اسے حویلی میں بلا لو اور کھانا دے دو۔ دعائیں دے گی۔"

دادی نے دروازہ کھول کر بہروپیے کو اندر بلا لیا۔ بہروپیا اپنا کام بنتا دیکھ کر خوش ہو گیا۔ وہ لاٹھی ٹیکتا اندر آیا۔ اور کہا:

"اے نیک دل عورت بھگوان تجھے اور رزق دیں۔"

دادی نے بہروپیے کو صحن میں بٹھا دیا۔ یہاں پاس ہی پانی کے دو مٹکے پڑے تھے۔ بہروپیا کھسک کر مٹکوں کے پاس بیٹھ گیا۔ دادی کھانا لینے اندر چلی گئی۔ بہروپیے نے چوکس ہو کر ادھر ادھر دیکھا۔ کوئی نہ تھا۔ اس نے پھرتی سے جیب سے ایک پڑیا نکالی۔ دونوں مٹکوں کے ڈھکن اٹھا کر بے ہوش کرنے والا سفوف آدھا آدھا ان میں ڈال دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یہ بے ہوشی کا تیز سفوف تھا اور خود بخود پانی میں حل ہو جاتا تھا۔ بہروپیے کا دل بلیوں اچھلنے لگا۔ اس کا کام تو بڑی آسانی سے ہو گیا تھا۔ اتنے میں دادی اندر سے روٹی لے آئی۔ بہروپیا دعائیں دیتے ہوئے مربھکوں کی طرح کھانے پر ٹوٹ پڑا۔

ماریا بھی باہر آ گئی تھی۔ اس نے جب ایک بوڑھی عورت کو دونوں ہاتھوں سے کھاتے دیکھا تو اس کے دل میں رحم امنڈ آیا۔ اس نے سوچا نجانے کب سے بھوکی ہو گی وہ واپس کمرے میں چلی گئی۔

پرکاش کی ماں نے کھانا لگا دیا تھا وہ ڈول اٹھا کر مٹکے سے پانی نکالنے باہر آ گئی۔ ایک گلاس پانی سے بھر کر اس نے بہروپیے کے سامنے بھی رکھ دیا اور کہا:

"اماں جی۔ پانی بھی پی لیجئے۔"

بہروپیے نے کہا:

"اللہ تجھے سکھی رکھے۔ پوتوں کو کھیلتا دیکھے۔ مجھے پیاس نہیں ہے بس بھوک لگی ہے۔"

بہروپیا بھلا کس طرح بے ہوشی کا سفوف ملا پانی پی سکتا تھا۔ پرکاش کی ماں ڈول بھر کر اندر لے گئی اور سب دستر خوان پر بیٹھ کر کھانا کھانے لگے۔ ماریا بھی

ان کے ساتھ بیٹھی کھا رہی تھی۔ کھانے کے دوران وہ پانی بھی پیتے جا رہے تھے۔ ماریا نے بھی پانی پی لیا۔ اسے پتہ ہی نہ چلا کہ اس پانی میں بے ہوشی کی دوا ملی ہوئی ہے۔

کھانا کھاتے کھاتے اچانک ماریا کا سر چکرایا اور آنکھیں بند ہونے لگیں۔ اس نے پرکاش کی ماں اور دادی کی طرف دیکھا وہ بھی جھوم رہی تھیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے وہ بے ہوش ہو کر فرش پر لڑھک گئیں۔ پرکاش بھی بے ہوش ہو چکا تھا۔ ماریا کو خطرے کا احساس ہو گیا۔

وہ اٹھی اور باہر کی طرف بڑھی مگر اب دیر ہو چکی تھی۔ بے ہوشی کے سفوف نے اثر دکھانا شروع کر دیا تھا۔ ماریا کو زور دار چکر آیا وہ دھڑام سے فرش پر گر کر بیہوش ہو گئی۔

ادھر باہر بیٹھے بہروپیے نے جب دیکھا کہ کافی دیر ہو گئی ہے وہ چپکے سے اٹھا اور کمرے کی طرف بڑھا اس نے گردن بڑھا کر کمرے میں جھانکا۔ پرکاش، اس کی ماں اور دادی بے ہوش پڑی تھیں۔ بہروپیا تو خوشی سے جھوم اٹھا اس کا منصوبہ کامیاب رہا تھا۔ اس نے حویلی سے باہر آ کر اپنے ساتھی کو بلایا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دونوں نے پرکاش کے ہاتھ پاؤں رسی سے کس کر باندھے اور اس ایک بڑے تھیلے میں ڈال لیا۔ دوسرے بہروپیے نے تھیلا پشت پر لادا اور دونوں حویلی سے باہر نکل آئے۔ ماریا فرش پر بے ہوش پڑی تھی!!

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

سادھو اور کفن چور

ماریا کو بے ہوش چھوڑ کر ہم ناگ کا پتہ کرتے ہیں کہ اس کی لاش کہاں ہے؟

یہ تو آپ گزشتہ قسطوں میں پڑھ چکے ہیں کہ بحری جہاز کے کپتان نے ناگ کی لاش چرا کر سمندر میں پھینک دی تھی۔ کپڑے کی پوٹلی میں بندھی لاش سمندر میں ڈوبتی چلی گئی تھی پھر جب طوفان آیا تو یہ پوٹلی لہروں پر سفر کرتی ہندوستان کے ساحل پر آگری۔

اب پوٹلی سمندر کے کنارے ایک چٹان تلے پڑی تھی۔ رات گزری اور پو پھٹنے لگی تو ایک بوڑھا سادھو سادھو ساحل پر آیا اور ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر جادو کے منتر پڑھنے لگا۔ یہ بڑا زبردست سادھو تھا۔ اس کی عمر دو سو سال سے زیادہ تھی مگر وہ جادو کے زور پر زندہ چلا آ رہا تھا۔ یہ سادھو ایک خاص جادو کی تیاری کے لیے روزانہ صبح سمندر کے کنارے ایک ٹانگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پر کھڑا ہو کر منتر پڑھتا تھا۔

منتر پڑھنے کے بعد سادھو واپس جانے لگا تو اس کی نظر پوٹلی پر پڑی۔ سادھو نے پوٹلی اٹھا کر کھولی۔ ناگ کی لاش اس کے سامنے تھی۔ سادھو بڑا پہنچا ہوا تھا اس نے پہچان لیا کہ یہ ایسے سانپ کی لاش ہے جسے پانچ ہزار سال زندہ رہنے کے بعد انسان بننے کی طاقت حاصل تھی۔

سادھو کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ اسے اپنا وہ خواب سچ ہوتا نظر آیا جو وہ سالوں سے دیکھتا آ رہا تھا۔ اسے کئی سال پہلے لکشمی دیوی نے بتایا تھا کہ اگر وہ ایسا سانپ حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائے جو انسان بن سکتا ہو تو وہ سانپ کی لاش پر پڑھا جانے والا وہ منتر بتا دے گی جس کے مکمل ہونے پر سادھو ہمیشہ کی زندگی حاصل کر سکے گا۔

سادھو کئی برس تک ایسے سانپ کی تلاش میں جنگلوں میں دھکے کھاتا رہا تھا۔ اور اب غیر متوقع طور پر ایسا سانپ اس کے ہاتھ آ گیا تھا۔ سادھو نے ناگ کی لاش دوبارہ پوٹلی میں باندھی اور تیز تیز چلتا ہوا لکشمی دیوی کے مندر کی طرف روانہ ہو گیا۔

قبرستان میں لکشمی دیوی کا ایک پرانا مندر تھا یہاں اب کوئی پوجا پاٹ کے لیے نہیں آتا تھا۔ مندر ٹوٹا پھوٹا تھا۔ اس میں ایک بڑے چبوترے پر لکشمی دیوی کا بت پڑا تھا۔ سادھو نے بت کے آگے ہاتھ جوڑے پھر اپنے منڈے ہوئے سر پر کیسری رنگ کا تلک لگا کر بولا:

"اے لکشمی ماں۔ میری مدد کر۔ میں نے انسان بننے والے سانپ کی لاش حاصل کر لی ہے۔"

اچانک دیوی کی آنکھوں میں روشنی پیدا ہو گئی۔ اس کے پانچوں ہاتھ حرکت میں آ گئے۔ اس نے خرخراتی آواز میں کہا:

"میرے پجاری۔ میں ضرور تیری مدد کروں گی۔ آج رات اس قبرستان میں پرانے برگد کے نیچے والی قبر میں ایک تازہ مردہ آئے گا۔ تم منتر پڑھ کر اسے زندہ کرنے کے بعد سانپ اس کے حوالے کر دینا اور خود کسی پرانی قبر میں لیٹ کر میرے نام کی مالا جپنا۔

تین دن تک تم یہی کرنا۔ ہر رات قبر میں لیٹنا اور منتر پڑھنا۔ تیسرے دن تم مردے سے سانپ کی لاش واپس لے لینا اور ایک گڑھا کھود کر اس میں آگ لگانا۔ جب آگ خوب بھڑک جائے تو سانپ کی لاش

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس میں ڈال دینا۔ گڑھے سے ایک چیتا اتو نکلے گا۔ اسے ذبح کر کے کچا چبا جانا۔ پھر تم ہمیشہ کے لیے امر ہو جاؤ گے۔"

سادھو کی تو باچھیں کھل پڑیں۔ اس نے دیوی کے بت کو ڈنڈوت کیا اور ایک طرف بیٹھ گیا۔ رات ہوئی تو سادھو مندر سے نکل آیا۔ رات کے کالے کفن نے دہشت ناک قبرستان کی وحشت میں اضافہ کر دیا تھا۔ چاروں طرف قبریں ہی قبریں تھیں۔ کئی قبریں درمیان سے پھٹی ہوئی تھیں۔

سادھو، سانپ کی لاش والی پوٹلی سنبھالے برگد کے درخت کی طرف جا رہا تھا۔ تیز ہوا سے درختوں کی شاخیں لہرا رہی تھیں اور یوں لگتا تھا ہزاروں چڑیلیں اپنے بال سکھا رہی ہوں۔ سادھو برگد کے پرانے درخت تلے بنی قبر کے پاس آ کر رک گیا۔ قبر تازہ تھی اور اس پر پانی چھڑا ہوا تھا۔

فضا میں کافور کی بو پھیلی ہوئی تھی۔ سادھو نے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر منتر پڑھنا اور قبر پر پھونکیں مارنا شروع کر دیں پھر جیب سے ایک موم بتی نکالی اور قبر پر جما کر روشن کر دی۔ موم بتی کا تھرتھراتا شعلہ بلند

ہو گیا۔ قبرستان کا ماحول بڑا پراسرار بن گیا تھا۔

موم بتی کی روشنی میں درختوں کی شاخوں پر زمین پر پڑنے والا سایہ ایسے نظر آتا کہ کئی بھتنیاں ناچ رہی ہیں۔ سادھو اب چیخ چیخ کر منتر پڑھنے لگا۔ گہرے سناٹے میں اس کی آواز یوں گونج رہی تھی گویا پھٹا ہوا ڈھول بجایا جا رہا ہے۔

یکایک قبر کی مٹی تھرتھرائی۔

مٹی کا ایک بڑا ڈھیلا لڑھکتا ہوا نیچے آ گرا۔ سادھو نے خوشی سے اچھل کر چیخ مار کر قبر پر پھونک ماری۔ قبر درمیان سے پھٹ گئی اور سفید کفن پہنے مردہ قبر میں کھڑا ہو گیا۔ فضا میں مشک کافور کی بڑی تیز بو پھیل گئی۔ سادھو خوش تھا کہ اس کا جادو کامیاب ہوا اور مردہ زندہ ہو گیا ہے۔ سادھو نے مردے پر کئی منتر پڑھ کر پھونکے پھر بولا:

"اے تازہ مردے تو میرا غلام ہے۔ میں نے تجھے زندہ کر دیا ہے۔"

مردے کے حلق سے گھٹی گھٹی خوفناک آواز نکلی:

"ہاں میں تیرا غلام ہوں بول مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ میں تیرا ہر حکم مانوں گا۔"

سادھو نے لکشمی دیوی کی جے کا نعرہ لگایا اور ناگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کی لاش والی پوٹلی اٹھا کر بولا:
"یہ رکھ لے۔ تین دن تک یہ تیرے پاس رہے گی پھر میں لوں گا اس کی حفاظت کرنا۔"

مردے نے پوٹلی لے کر کفن میں اڑس لی اور دوبارہ قبر میں لیٹ گیا۔ قبر خود بخود بند ہو گئی۔ سادھو نے موم بتی بجھا کر جیب میں ڈالی اور ادھر ادھر کسی ایسی قبر کو تلاش کرنے لگا۔ جس میں لیٹ سکے۔ برگد کے درخت سے کافی دور ایک پرانی قبر تھی جو پھٹی ہوئی تھی۔ اس میں کھوپڑی اور کچھ ہڈیاں پڑی تھیں۔ سادھو نے انہیں باہر پھینک دیا اور خود قبر میں لیٹ کر ہولے ہولے منتر پڑھنے لگا۔

قبرستان میں گہرا سناٹا چھا گیا تھا۔ ایسا لگتا تھا ابھی تمام قبروں سے مردے نکل کر قبرستان میں کبڈی کھیلنے لگیں گے۔ جب رات آدھی گزر گئی تو کالے لبادے اوڑھے دو شخص قبرستان میں داخل ہوئے۔ انہوں نے کدالیں اٹھا رکھی تھیں۔ یہ دونوں کفن چور تھے اور ہر تازہ مردے کا کفن چرا کر لے جاتے تھے۔

اچانک کوئی الو اپنی منحوس آواز میں چیخا۔ ایک کفن چور ڈر کر رک گیا دوسرے نے ہنستے ہوئے کہا:

"ابے ملو۔ ذات کا ٹھاکر ہو کر ڈرتا ہے بے۔ قبرستان میں الو نہیں تو کیا مور شور مچائیں گے؟"

پہلے کفن چور نے منہ بنا کر کہا:
"یار بوا — آج نجانے مجھے کیوں خوف محسوس ہو رہا ہے میری مانو تو واپس چلتے ہیں۔"

بوا نے منہ ٹیڑھا کر کے کہا:
"ابے مرا کیوں جا رہا ہے۔ وہ سامنے قبر ہے ابھی کھود کر کفن نکالے لیتے ہیں دیر تھوڑا ہی لگے گی پیارے؟"

دونوں برگد کے درخت والی قبر کے پاس پہنچ گئے۔ اور کدالیں سنبھال کر مٹی ہٹانے لگے۔ کچھ ہی دیر میں مٹی ہٹ گئی اور مردہ نظر آنے لگا۔ قبرستان میں پھر وحشتناک خاموشی چھا گئی۔ جھاڑیوں میں شور مچاتے۔ جھینگر اور ٹرٹراتے مینڈک بھی سہم کر خاموش ہو گئے تھے۔

بوا نے کدال ایک طرف رکھی اور قبر میں اتر گیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے لاش کا کفن اتارنا چاہا تو پوٹلی اس کے ہاتھ میں آ گئی۔ بوا تو خوش ہو گیا۔ اس زمانے کئی لوگ لاشوں کے ساتھ سونا چاندی بھی رکھ دیتے تھے۔ ان کا عقیدہ ہوتا تھا کہ مرنے والا جب دوبارہ زندہ ہوتا ہے تو اسے پیسے کی ضرورت ہوتی ہے۔ بوا یہی سمجھا کر اس پوٹلی میں ضرور کوئی قیمتی شے ہوگی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

وہ اچھل کر قبر سے باہر آگیا اور قبر کی منڈیر پر بیٹھ کر بولا:

"ارے للو۔ یہ دیکھ کیا ہاتھ آیا ہے؟"

للو نے کہا:

"ارے اسے کھول تو سہی۔ آج تو بڑی مبارک رات معلوم ہوتی ہے۔ لکشمی ہاتھ آ رہی ہے۔"

بوا نے پوٹلی کھولتے ہوئے کہا:

"تو تو واپس جانے کا کہہ رہا تھا پھر یہ مال ہاتھ سے نکل جاتا تھا۔"

دونوں کفن چور پوٹلی پر جھکے ہوئے تھے کہ قبر کے مردے کی سوجے ہوئے پپوٹوں والی آنکھیں کھل گئیں۔ وہ قبر میں اٹھ بیٹھا۔ کفن چوروں کی طرف پشت تھی۔ وہ نہ دیکھ سکے۔ مردہ قبر میں سیدھا کھڑا ہو گیا۔ زرد چاندنی میں وہ بڑا خوفناک نظر آ رہا تھا۔

مردے کی گھٹی گھٹی خوف ناک آواز قبرستان میں گونجی:

"میری پوٹلی واپس دے دو۔"

دونوں کفن چور تو اچھل پڑے۔ مردے پر نظر پڑتے ہی ان کے حلقوں سے خوف بھری چیخیں نکل گئیں۔ مردے کے دونوں ہاتھ حرکت میں آئے۔ اس نے دونوں کفن چوروں کو گردن سے پکڑ لیا اور ان کے سر آپس میں ٹکرا دیئے

"تڑاخ!" کفن چوروں کی کھوپڑیاں چکنا چور ہو گئیں۔ وہ تڑپ تڑپ کر مر گئے۔ مردے نے پوٹلی اٹھا لی اور پھر قبر میں لیٹ گیا۔ اس کے لیٹتے ہی مٹی پھر اپنی جگہ آ گئی۔

کفن چور لاشوں کی بے حرمتی کرتے تھے۔ انہیں اس کی سزا مل گئی تھی۔ قبرستان پھر خاموش ہو گیا۔ ہوا کی سرسراہٹ سے ایسی آواز پیدا ہوتی کہ قبرستان آہستہ آہستہ سانس لے رہا ہے۔

تین دن گزر گئے۔ تیسری رات کو سادھو قبر سے نکل آیا۔ اس کا پیٹ سکڑ کر اندر کو دھنس گیا تھا۔ تین دن اس نے بھوکا پیاسا رہ کر عبادت کی تھی۔ وہ سیدھا برگد کے پرانے درخت کی طرف آیا اور قبر کے کنارے کھڑا ہو کر چلایا:

"قبر کے مردے۔ میری پوٹلی واپس دے۔"

قبر پھٹی اور مردہ نکل آیا۔ اس کا کفن پھٹ چکا تھا۔ گوشت گل سڑ گیا تھا۔ اس کے جسم پر کہیں کہیں گوشت کے لوتھڑے لٹک رہے تھے۔ باقی سفید ہڈیاں نظر آ رہی تھیں۔ مردے نے پوٹلی قبر سے باہر پھینک دی۔ سادھو نے پوٹلی اٹھائی اور منتر پڑھ کر مردے پر پھونکا۔ مردے کے جبڑے سے زور کی چیخ نکلی اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جسم بھربھری مٹی بن کر قبر میں بکھر گیا۔ سادھو پوٹلی سنبھالے قبر کے پاس سے ہٹ آیا۔

اب وہ قبروں پر بکھرے خشک پتوں کو روندتا ایک طرف چلا جا رہا تھا۔ قبرستان کے شمالی حصے میں پہنچ کر اس نے پوٹلی کھول کر ناگ کی لاش نکال لی اور زمین میں گڑھا کھودنے لگا۔ کافی گہرا گڑھا کھودنے کے بعد اس نے خشک ٹہنیاں اور پتے اس میں ڈالنا شروع کر دیئے۔

جس جگہ سادھو گڑھا کھود رہا تھا وہاں پاس ہی سرخ سانپ اپنے زمینی بل میں رہتا تھا۔ وہ اس وقت سو رہا تھا۔ گڑھا کھودنے سے زمین میں دھمک ہوئی تو وہ جاگ پڑا۔ اسے بڑا غصہ آیا وہ اپنے بل سے باہر نکل آیا اور جھاڑیوں میں چھپ کر سادھو کی طرف دیکھنے لگا۔

اسی وقت سرخ سانپ کی نظر، ناگ کی لاش پر پڑی۔ اس کا پھن تن گیا اور دو شاخی زبان لہرانے لگی۔ اس نے عظیم ناگ دیوتا کی لاش پہچان لی تھی۔ اسے بھی "ناگ بھون" سے آنے والے سانپ اطلاع دے چکے تھے۔ سرخ سانپ اب بڑے غور سے سادھو کو دیکھ رہا تھا!

سانپوں اور مردوں کی جنگ

اس قبرستان میں بے شمار زہریلے سانپ رہتے تھے۔ سرخ سانپ نے اسی وقت سگنل دیا۔

"دوستو۔ باہر نکل آؤ۔ ناگ دیوتا کی لاش مل گئی ہے جلدی آؤ۔"

سب سوتے سانپ جاگ پڑے اور اپنے اپنے ٹھکانوں سے باہر نکل آئے کچھ ہی دیر میں وہ سرخ سانپ کے پاس پہنچ چکے تھے۔

سرخ سانپ نے کہا:

"لگتا ہے یہ انسان ناگ دیوتا کو کوئی نقصان پہنچانا چاہتا ہے۔"

سفید رنگ کا سانپ یہ سن کر پھنکارہ اور بولا:

"ہمیں چاہیئے کہ اس انسان پر حملہ کر کے مار ڈالیں۔"

سب سانپ آگے رینگنے لگے۔

ادھر سادھو نے گڑھے کو خشک پتوں اور ٹہنیوں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے بھر دیا۔ پھر اس نے پھونک ماری اس کے منہ سے شعلہ نکل کر پتوں سے ٹکرایا اور خشک پتے بھڑک اٹھے۔

سادھو نے زور دار قہقہہ لگایا اور اپنے منڈے ہوئے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا:

"کچھ دیر بعد میرا خواب پورا ہو جائے گا میں لافانی بن جاؤں گا۔ امر ہو جاؤں گا۔"

سادھو نے یہ کہہ کر ناگ کی لاش کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اسی وقت سرخ سانپ بڑے خوف ناک انداز میں پھنکارہ اور دم کے بل کھڑا ہو گیا۔ پھنکار سن کر سادھو چونک اٹھا۔ اس کا بڑھتا ہوا ہاتھ رک گیا۔ اس نے سرخ سانپ کی طرف دیکھا جو دو شاخی زبان لہراتا پھنکاریں مار رہا تھا۔ سادھو نے ارد گرد نظر ڈالی چاروں طرف سانپ ہی سانپ تھے۔ اب سب پھنکارنے لگے تھے۔

ان کی خوف ناک پھنکاروں نے قبرستان کا سناٹا مجروح کر دیا تھا۔ سادھو نے جلدی سے منتر پڑھ کر سانپوں پر پھونکا۔ مگر اس کا جادو بے کار گیا۔ اب تو سادھو کے پسینے چھوٹ گئے۔ وہ ہمیشہ کی زندگی چاہتا

تھا مگر اب اسے جان کے لالے پڑ گئے تھے۔ سانپوں نے سادھو کو گھیرے میں لے لیا تھا اور آہستہ آہستہ آگے بڑھ رہے تھے۔

سرخ سانپ نے آگے بڑھ کر ناگ کی لاش پوٹلی میں لپیٹ کر دانتوں میں دبا لی اور ایک طرف ہٹ گیا گڑھے میں روشن آگ کے شعلے لپلپا رہے تھے۔ سادھو نے اپنے سارے جادو آزما لیے تھے مگر اسے ناکامی ہوئی تھی۔ سانپ لمحہ بہ لمحہ قریب آتے جا رہے تھے۔ ان کی پھنکاروں سے سادھو کا بدن کانپنے جا رہا تھا۔

پھر سب سے اگلا سفید سانپ اپنی جگہ سے اچھلا اور سادھو کے گال پر منہ مارا۔ اس کے دانت سادھو کی کھال میں دھنس گئے۔ سفید سانپ نے اپنا سارا زہر سادھو کے جسم میں انڈیل دیا۔

سادھو کو یوں لگا جیسے اس کے جسم میں گرمی کی ایک لہر دوڑتی چلی گئی ہے۔ وہ اوندھے منہ گر پڑا اس نے چیخ مارنا چاہی مگر اس کی زبان پتھرا چکی تھی سادھو کو ایسا محسوس ہوا کہ اس کے منہ میں گوشت کی نہیں بلکہ لکڑی کی زبان ہے۔

اب سارے سانپ سادھو کے جسم سے چمٹ گئے۔

اور اسے نوچ نوچ کر کھانے لگے۔ ان کی غضب ناک پھنکاروں سے ماحول دہل رہا تھا۔ سادھو نے دم توڑ دیا۔ سانپوں نے اسے چھوڑ دیا۔ اور قطار کی شکل میں ایک قبر کی طرف جانے لگے۔ سب سے آگے سرخ سانپ تھا جس نے ناگ کی لاش والی پوٹلی منہ میں دبا رکھی تھی۔

قبر کے قریب پہنچ کر سرخ سانپ رک گیا۔ قبر کے پہلو میں ایک بڑا سوراخ تھا۔ سرخ سانپ سوراخ میں داخل ہو گیا۔ اندر گھپ اندھیرا تھا مگر سانپ اندھیرے میں بھی دیکھ سکتے ہیں۔ سرخ سانپ بڑی تیزی سے رینگتا چلا جا رہا تھا۔ یہ سوراخ آگے جا کر ایک سرنگ کی شکل اختیار کر گیا تھا۔

یہ سرنگ نزدیکی جنگل میں جا نکلتی تھی جہاں اس علاقے کا کشیش ناگ رہتا تھا۔ سب سانپ ناگ کی لاش اسی کے پاس لے جا رہے تھے تاکہ وہ اسے جھیل مانڈو کے ناگ مندر کے تالاب میں پہنچا دے۔

ادھر قبرستان میں موجود مندر کی لکشمی دیوی کو اپنے پجاری سادھو کی موت کا پتہ چل گیا تھا۔ وہ بڑے غصے میں تھی مگر سانپوں سے مقابلہ اس کے بس کی بات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

نہ تھی وہ مندر سے نکل کر قبرستان میں موجود ایک بڑے کنوئیں پر آگئی۔ کنوئیں کی منڈیر پر کھڑے ہو کر وہ چلائی:

"اے اس قبرستان کے بھوت۔ میری مدد کر"

کنوئیں سے ہولناک آواز کے ساتھ دو بڑے بڑے سینگوں والا کالا بھوت نکلا۔

اس نے کہا:

"لکشمی دیوی۔ میں تیری کیا مدد کروں؟"

لکشمی دیوی چلائی:

"سانپوں نے میرے ایک پجاری کو ہلاک کر دیا ہے میں ان سب سانپوں کی موت چاہتی ہوں تو قبرستان کے مردوں کا راجہ ہے۔ سب مردے تیرا حکم مانتے ہیں تو مردوں کا لشکر لے جا اور ان سانپوں کو ختم کر دے"

کالے بھوت نے قہقہہ لگایا۔ اس کی آواز یوں تھی جیسے بادل گرج رہے ہوں اس نے کہا:

"میں کسی سانپ کو زندہ نہ چھوڑوں گا۔ سب کو فنا کر دوں گا۔ انہیں زندہ نگل جاؤں گا"

لکشمی دیوی خوش ہو گئی۔ کالا بھوت کنوئیں سے باہر نکل آیا۔ اس نے قبرستان کے درمیان میں کھڑے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو کر کہا :

"اے میرے ساتھی شیطان مُردو ۔ قبروں سے نکل آؤ اور میرے دشمن کا مقابلہ کرو ۔"

قبریں پھٹنے لگیں اور مردے باہر نکلنے لگے ۔ چاند کی زرد روشنی میں سفید چمکتی ہڈیوں والے مردے ۔ اُف بڑا خوف ناک منظر تھا ۔ کمزور دل انسان یہ منظر دیکھ کر وحشت ہی سے مر جاتا ۔

شیطان مُردوں کا یہ لشکر کالے بھوت کی سربراہی میں قبر والے سوراخ میں گھس گیا اور چیخیں مارتا دوڑنے لگا ۔ ادھر سانپ سرنگ میں بڑے تیزی سے رینگتے جا رہے تھے ۔ یہ سرنگ آگے جا کر دائیں طرف مڑ گئی یہاں کیچڑ تھا ۔ فضا میں حبس اور کیچڑ کی بُو پھیلی ہوئی تھی ۔

سانپ اس جگہ سے گزر رہے تھے کہ مردوں کا چیخیں مارتا لشکر آن پہنچا ۔

کالے بھوت نے چیخ کر کہا :

"اے شیطان مردو ۔ ! ان سانپوں پر ٹوٹ پڑو ان کے ٹکڑے اڑا دو ۔ کوئی نہ بچنے پائے ۔"

سانپ بھی تیار ہو گئے پھر جونہی مردے نزدیک آئے کئی اژدہ سانپ ہوا میں چھلانگیں لگا کر ان سے

چمٹ گئے اور ان کی آنکھوں اور منہ میں ڈسنے لگے ۔ مردوں نے کئی سانپوں کو مار ڈالا ۔ سرخ سانپ نے یہ منظر دیکھا تو اس کی آنکھوں میں لہو اُتر آیا ۔ اس نے ناگ کی لاش والی پوٹلی ایک طرف رکھ دی اور دل میں مہاگنی دیوی کا تصور لا کر زبردست سگنل بھیجا ۔

سگنل اتنا طاقت ور تھا کہ آن کی آن میں زمین کے اندر سفر کرتا ہوا ناگ مندر میں مہاگنی دیوی کے جسم سے ٹکرایا ۔ مہاگنی دیوی نے آنکھیں کھول دیں ۔ اس نے ناگ دیوتا کے مجسمے کے آگے چہرہ جھکایا اور قلابازی کھائی ۔ قلابازی کھاتے ہی وہ سرنگ میں موجود تھی ۔ جہاں سانپوں اور مردوں کی جنگ جاری تھی ۔

مہاگنی دیوی آتے ہی غصے سے پھنکاری ۔ اس کی پھنکار اس قدر گرم تھی کہ جو مردہ بھی اس کی زد میں آیا موم کی طرح پگھل گیا ۔ کالا بھوت چیخیں مارتا مہاگنی دیوی کی طرف لپکا دیوی کے ہاتھوں میں کئی کانٹے دار سرخ سانپ تھے اس نے دو کانٹے دار سانپ کالے بھوت کی طرف اچھال دیئے ۔

سانپ کالے بھوت کے جسم سے لپٹ گئے اور اسے کسنے لگے ۔ کالے بھوت کی چیخیں نکل گئیں ۔ مردوں نے اپنے سردار کا یہ حال دیکھا تو دم دبا کر بھاگ اٹھے ۔ اب سارے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سانپ بھوت کے گرد ہو گئے۔ مہاگنی دیوی نے غصّے سے کانپتے ہوئے کہا:

"ناہنجار -تیری یہ ہمت کہ سانپوں پر حملہ کرے۔ میں تجھے جلا دوں گی۔"

مہاگنی دیوی کے منہ سے آگ کا شعلہ نکل کر کالے بھوت کے جسم سے ٹکرایا - اس کے جسم میں آگ لگ گئی۔ تمام سانپ اس سے الگ ہو گئے۔ کالا بھوت چیختا چلاتا سرنگ سے نکل بھاگا وہ سیدھا قبرستان میں آیا اور کنوئیں میں چھلانگ لگا دی مگر آگ پھر بھی نہ بجھی۔

قبرستان کالے بھوت کی چیخوں سے کافی دیر تک گونجتا رہا پھر چیخیں بند ہو گئیں۔ کالا بھوت مر چکا تھا۔ ادھر مہاگنی دیوی ناگ کی لاش لے کر ناگ مندر کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی!!

سر کٹا بھوت

مہاگنی دیوی، ناگ کی لاش اٹھائے بادلوں کے اوپر پرواز کرتی ہمالیہ پہاڑ کے اوپر جھیل مانسرور کے ناگ مندر کی طرف اڑی جا رہی تھی۔ دیوی کے اڑنے کی رفتار حیرت انگیز طور پر تیز تھی۔ کچھ ہی دیر میں اسے چاند کی روشنی میں سفید پہاڑوں کے دامن میں ناگ مندر کے تکونے مینار نظر آنے لگے۔

مندر میں اس وقت خوب رونق تھی۔ ہر طرف تیل کے دیئے روشن تھے۔ منڈے ہوئے سروں والے پجاری ادھر اُدھر آ جا رہے تھے۔ مہاگنی دیوی کسی کو نظر نہیں آ سکتی تھی۔ اس نے مندر کے اوپر چکر لگا۔ اور آہستہ آہستہ نیچے اترنے لگی۔ دیوی مندر کی چھت پر اتر آئی۔

نیچے جانے کے لیے سنگِ مرمر کی سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں۔ اس منزل پر سونے چاندی سے بنے سانپ موجود تھے۔ درمیان میں ایک بہت بڑا ہال تھا جس پر ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چبوترہ بنا تھا۔ چبوترے پر پھن پھیلائے کالے ناگ کا بہت بڑا بت بنا ہوا تھا۔ یہ عظیم ناگ دیوتا کا مجسمہ تھا۔ اس مجسمے کے دائیں بائیں دونوں طرف سانپوں کے مجسموں کی قطار لگی ہوئی تھی۔ عظیم ناگ دیوتا کے مجسمے کی دونوں آنکھوں میں بڑے سائز کے سرخ یاقوت جڑے ہوئے تھے جن سے شعاعیں پھوٹ رہی تھیں۔ سرخ دو شاخی زبان باہر نکلی ہوئی تھی یوں لگتا تھا جیسے ناگ دیوتا غضب ناک حالت میں پھنکار رہا ہے۔

ہال میں ہلکی ہلکی روشنی پھیلی ہوئی تھی۔ یہ ان چراغوں کی روشنی تھی جو دیواروں میں بنے طاقوں میں موجود تھے۔ ناگ دیوتا کے بت کے قدموں میں مندر کا بڑا پجاری بیٹھا ہوا تھا۔ یہ پجاری بڑا علم والا تھا۔ اس نے کئی سال تک ہندوستان کے ہر علاقے میں ننگے پاؤں چل کر علم حاصل کیا تھا۔

مہاگنی دیوی جونہی ہال میں داخل ہوئی۔ ہال میں ایک عجیب سی بو پھیل گئی۔ پجاری نے بھی یہ بو محسوس کر لی تھی۔ اس نے آنکھیں کھول دیں۔ ادھر ادھر دیکھا۔ مہاگنی دیوی تو اسے نظر نہیں آ سکتی تھی۔ مگر وہ سمجھ گیا کہ مندر میں کوئی زبردست طاقت والی ناگن آ گئی ہے۔

ناگ دیوتا کے قدموں تلے بے شمار سوراخ بنے ہوئے تھے جن میں سانپ رہتے تھے۔ ان سانپوں نے بھی مہاگنی دیوی کی بو محسوس کر لی تھی۔ وہ اپنے اپنے بلوں سے باہر نکل آئے اور مہاگنی دیوی کی طرف رخ کر کے اپنے پھن جھکا دیے۔ اب تو بڑے پجاری کو یقین ہو گیا۔ وہ اٹھا اور ہال سے باہر نکل آیا۔ باہر آتے ہوئے اس نے دروازہ بند کر دیا۔

دیوتا کے مجسمے والا ہال ناگ مندر کی دوسری منزل پر تھا۔ رات کے وقت اس منزل پر بڑے پجاری کے علاوہ کسی کو آنے کی اجازت نہ تھی۔ بڑے پجاری نے دروازے میں موجود جھری سے آنکھ لگا دی۔ وہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اب کیا ہوتا ہے۔

پجاری کے ہال سے نکلتے ہی مہاگنی دیوی ظاہر ہو گئی۔ اس نے ناگ کی لاش والی پوٹلی کھول کر ایک طرف رکھ دی۔ اس کے چھ ہاتھوں میں لٹکتے سرخ کانٹے دار سانپ سرک کر فرش پر آ گئے اور ناگ دیوتا کو سجدہ کرنے کے بعد کنڈلی مار کر ایک طرف بیٹھ گئے۔

مہاگنی دیوی کی لال زبان تین بار باہر نکلی اور اس نے کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اے عظیم ناگ دیوتا۔ تیرا ایک غلام مشکل میں پھنسا ہے۔ اس کی مدد کر۔"

اسی وقت ہال میں سانپ کی زبردست سسکار گونجی۔ ناگ دیوتا کے بت کے پاس دھوئیں کا ایک ستون سا بننے لگا۔ چند لمحے بعد دھواں گہرا سیاہ ہو گیا اور سمٹ کر ایک انسانی ہیولے کے خد و خال بننے لگے۔ پہلے سر، پھر گردن، کندھے، دھڑ، بازو، ٹانگیں۔ آہستہ آہستہ ایک انسانی شکل بنتی جا رہی تھی۔

ہال میں اس وقت ایسی تیز بو پھیلی ہوئی تھی جیسے بے شمار سانپ پھنکارتے ہوئے زہریلی ہوا چھوڑ رہے ہوں۔ دھواں اب ایک مکمل انسانی شکل اختیار کر چکا تھا۔ ایک خوب صورت نوجوان ناگ دیوتا کے بت کے بُت کے پاس کھڑا اپنی مقناطیسی کشتی والی چمک دار آنکھوں سے مہاگنی دیوی کو گھور رہا تھا۔ یہ ناگ دیوتا تھا جو انسان کے بھیس میں آیا تھا۔

سارے سانپ فرش پر لیٹ چکے تھے۔ مہاگنی دیوی نے جھکتے ہوئے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا — ناگ بھون کے سارے سانپوں کی طرف سے سلام — تیرا ایک غلام ناگ آج پھر تیری

مدد کا طلب گار ہے۔"

ناگ دیوتا نے گہری سانس لی۔ ہال میں ایسی آواز ابھری جیسے کسی بڑے اژدہے نے سسکاری لی ہو۔ اس نے کہا:

"میں سب جانتا ہوں۔ ناگ ایک نیک سانپ ہے اور نیکی کرنے والے ہمیشہ صلہ پاتے ہیں۔" یہ کہہ کر ناگ دیوتا نے ناگ کی لاش کے ٹکڑے اٹھا کر ان پر ہاتھ پھیرا۔ ٹکڑے آپس میں جڑ گئے۔

ناگ دیوتا نے کہا:

"مہاگنی — اب ناگ کو دس دن تک مقدس تالاب کے پانی میں رہنا ہو گا۔ اس کے بعد ناگ دوبارہ زندہ ہو جائے گا۔ اس کی ساری طاقتیں اسے مل جائیں گی۔ یہ دوبارہ انسان اور ہر جانور بن سکے گا۔ پہلے ناگ کی لاش چھ ماہ تک تالاب کے پانی میں رکھنا ہوتی تھی مگر اب تم خود آئی ہو۔ تم ہماری فرماں بردار ناگن ہو اس لیے میں نے ناگ کی لاش کو فوراً ہی جوڑ دیا ہے۔"

مہاگنی دیوی کی آنکھیں خوشی سے گھومنے لگیں اس نے جھک کر کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"عظیم دیوتا۔ تیرا شکریہ۔"

ناگ دیوتا نے ہنس کر کہا:

"کوئی بات نہیں دھاگنی۔ میں نیک ناگوں کی ضرور مدد کرتا ہوں پھر ناگ تو اسلام قبول کر چکا ہے۔ اس کے دل میں ایمان کا نور روشن ہے۔ اسلام حق کا ساتھ دینے اور بدی کے خلاف جنگ کا سبق دیتا ہے۔ جھوٹ سے بچنے اور سچ بولنے کی تلقین کرتا ہے۔"

دھواں چھٹنے لگا اور آہستہ آہستہ غائب ہو گیا۔ ناگ دیوتا جا چکا تھا۔ دھاگنی دیوی نے اپنا ہاتھ فضا میں لہرایا۔ اس کے ہاتھ میں صندل کی لکڑی سے بنی صندوقچی آ گئی۔ دھاگنی دیوی نے ناگ کی لاش صندوقچی میں رکھ دی۔ اور دروازے کی طرف بڑھی ——— بڑا پجاری جو دروازے سے لگا یہ سب منظر دیکھ رہا تھا۔ وہاں سے بھاگا۔

تالاب، مندر کے درمیان میں تھا۔ اس کی پچھلی طرف چھوٹی چھوٹی کئی کوٹھڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ ان کوٹھڑیوں میں مندر کے پجاری اور بڑے پہنچے ہوئے جوگی رہتے تھے۔ بڑا پجاری سیدھا اپنی کوٹھڑی پہنچا۔ اور تالاب کی طرف کھلنے والی کھڑکی میں کھڑا ہو گیا۔ چاندنی میں تالاب کا پانی چمک رہا تھا۔ اس میں کنول

کے بڑے پھول تیر رہے تھے۔ تالاب اس وقت سنسان پڑا تھا۔ بڑے پجاری کے دیکھتے ہی دیکھتے دھاگنی دیوی تالاب کے کنارے آ پہنچی۔ اس نے پانی میں غوطہ لگایا اور جب باہر نکلی تو صندوقچی اس کے ہاتھ میں نہیں تھی۔ دھاگنی دیوی نے صندوقچی تالاب کے تہہ میں رکھ دی تھی۔ دھاگنی دیوی کا کام مکمل ہو چکا تھا چنانچہ وہ غائب ہو کر اڑی اور کوہ ہمالیہ کے اس غار کی طرف روانہ ہو گئی جہاں وہ کئی ہزار سال سے رہ رہی تھی۔

ادھر بڑا پجاری اپنی کوٹھڑی میں بے چینی سے اِدھر اُدھر ٹہل رہا تھا۔ اس نے ناگ دیوتا اور دھاگنی دیوی کی گفتگو سن لی تھی۔ اور سمجھ گیا تھا کہ ناگ، دراصل ایک ایسا سانپ ہے جسے کئی سو برس زندہ رہنے کے بعد انسان بننے کی طاقت حاصل ہو گئی ہے۔ بڑا پجاری بڑا لالچی اور کمینہ انسان تھا۔ باہر سے آنے والے لوگ مندر میں جو چڑھاوے لے کر آتے بڑا پجاری ڈکار مارے بغیر انہیں ہضم کر جاتا تھا۔

چند برس پہلے بڑے پجاری آکاش سے ایک سرکٹے بھوت کو بلا کر پوچھا تھا کہ کیا کوئی ایسا منتر ہے جسے حاصل کر لینے سے انسان زمین میں چھپے خفیہ خزانوں کو دیکھ سکے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سر کٹے بھوت نے کہا تھا:

"ہاں - لیکن یہ منتر پڑھنے سے پہلے ضروری ہے کہ انسان کسی ایسے زندہ سانپ کو جو انسان بننے کی طاقت رکھتا ہو۔ ذبح کر کے اس کی آنکھیں کھا جائے۔ سانپ کی آنکھیں کھانے سے انسان میں یہ طاقت پیدا ہو جائے گی کہ وہ زمین میں چھپے خزانوں کو دیکھ سکے اور نکال سکے۔"

سر کٹے بھوت کی بات سن کر بڑے پجاری کی رال ٹپک پڑی تھی۔

اس نے اچھلتے ہوئے کہا تھا:

"اے میرے پیارے بھوت۔ کیا تم مجھے ایسا سانپ پکڑ کر دے سکتے ہو؟"

سر کٹے بھوت نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا تھا:

"نہیں - یہ کام ہم بھوتوں کے بس کا نہیں ہے کیونکہ ایسے سانپ کو کئی خفیہ طاقتیں مل جاتی ہیں اور وہ ہمیں ہلاک بھی کر سکتا ہے - اس پر ہمارا جادو اثر نہیں کرتا ہے۔"

بڑے پجاری نے کہا تھا:

"اچھا پکڑ نہیں سکتے مگر یہ تو بتا سکتے ہو کہ ایسا سانپ کہاں مل سکے گا؟"

سر کٹے بھوت نے جواب دیا تھا:

"ہم بھوتوں میں یہ طاقت بھی نہیں ہوتی ہے ہم ایسے سانپوں کی بو نہیں سونگھ سکتے۔"

بڑے پجاری نے مایوس ہو کر پوچھا تھا:

"کیا اس کے علاوہ اور کوئی منتر نہیں ہے؟"

جواب ملا تھا:

"نہیں — کیوں کہ زمین کے اندر موجود تمام خزانوں پر سانپوں کا پہرہ ہوتا ہے۔ سانپ خزانوں کی حفاظت کرتے ہیں۔"

سر کٹا بھوت تو یہ بتا کر آکاش واپس چلا گیا مگر بڑے پجاری کے پیٹ میں ہر وقت یہی مروڑ اٹھنے لگا کہ ایسا سانپ کہاں سے ڈھونڈے۔ اس نے بڑے بڑے سپیروں کو لالچ دیا۔ جادو پڑھے مگر ایسا سانپ ہتھے نہ چڑھا تھا مگر آج — آج اچانک ہی بڑے پجاری کی دلی خواہش پوری ہو گئی تھی۔

اب بڑے پجاری کو فکر یہ لگی ہوئی تھی کہ اگر ناگ دیوتا یا پھاگنی دیوی کو تالاب سے صندوقچی نکالتے ہی پتہ چل گیا تو وہ زندہ نہ چھوڑیں گے۔ آخر بڑے پجاری نے دوبارہ آکاش سے سر کٹے بھوت کو بلانے کا فیصلہ کیا۔ اس نے آتش دان میں لکڑیاں ڈالیں اور زمین پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آلتی پالتی مار کر کے بیٹھ گیا۔

اس کے دونوں ہاتھوں میں انسانی ہڈیاں تھیں۔ سامنے انسانی کھوپڑی تھی جو آگ کی روشنی میں کبھی سرخ تو کبھی زرد نظر آتی تھی۔ بڑا پجاری زور سے منتر پڑھتے ہوئے ہڈیاں بار بار انسانی کھوپڑی پر مارتا۔ پھر اس نے انسانی کھوپڑی اٹھا کر آتش دان میں پھینک دی اور چلایا:

"سر کٹے بھوت ـــ آکاش سے زمین پر آ جا ـــ آجا۔ آجا۔"

"چٹاخ"

زور دار آواز ابھری۔ انسانی کھوپڑی پھٹ گئی تھی۔ اسی وقت سر کٹا بھوت پجاری کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ بڑا خوف ناک بھوت تھا۔ اس کا جسم توے کی طرح کالا تھا۔ اس کا سر گردن سے کٹا ہوا تھا۔ اور وہاں سے خون کے فوارے ابل رہے تھے مگر حیرت کی بات یہ تھی کہ خون زمین پر گرنے سے پہلے غائب ہو جاتا تھا۔

بھوت نے بھاری بھرکم اور گرجدار آواز میں کہا:

"بول اے پجاری ـ مجھ سے کیا چاہتا ہے مجھے جلد واپس بھوت منڈل جانا ہے جہاں آج جشن منایا جا رہا ہے۔"

بڑے پجاری کے چہرے پر خباثت برس رہی تھی۔

آنکھیں سرخ اور ڈھیلے باہر کی جانب نکلے ہوئے تھے۔ اس کی چٹیا کے بال کھڑے ہو گئے تھے۔

اس نے کہا:

"سر کٹے بھوت ـ میں نے ایسے سانپ کا پتہ چلا لیا ہے جو انسان بن سکتا ہے۔"

بھوت نے زور دار چیخ ماری اور کہا:

"مجھے کیوں بلایا ہے۔ میں تمہیں منتر اور طریقہ بتا چکا ہوں۔ اب کیا کروں تمہارے لیے؟"

پجاری نے اپنی چٹیا پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا:

"اے بھوت ـ ایک مشکل آن پڑی ہے جس کے لیے مجھے تمہاری ضرورت ہے۔ میری مدد کرو۔"

یہ کہہ کر پجاری نے بھوت کو ناگ دیوتا اور مہاگنی دیوی کے متعلق بتا دیا۔

بھوت نے یہ سن کر کہا:

"اس کا بھی ایک حل ہے۔ پہاڑ سے نیچے اتر کر جنگل میں چلا جا۔ وہاں پہاڑی غار میں ایک سفید سانپ رہتا ہے تو اسے قابو کر کے اس کے من حاصل کر لے۔ من حاصل کرنے کے بعد تو تالاب سے صندوقچی نکال لے گا تو ناگ دیوتا اور مہاگنی دیوی کو خبر نہ ہو گی۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پجاری نے گھبرا کر جلدی سے کہا:

"مگر اے بھوت۔ میں سفید سانپ کو قابو کس طرح کروں گا۔ وہ تو مجھے ڈس لے گا!"

سر کٹے بھوت نے اچھل کر چنگھاڑ ماری اور کہا:

"تو پوری بات سنتا ہی نہیں۔ میں تجھے طلسمی تیل اور بین دوں گا۔ رات کے وقت تم تیل جسم پر مل کر غار کے سامنے بین بجانا سفید سانپ مست ہو جائے گا پھر تم ہوشیاری سے اس کے من پر کالا کپڑا ڈال ڈال دینا۔"

بھوت نے طلسمی تیل اور بین پجاری کو دے دی اور کہا:

"کان کھول کر سن لے ــــ انسان بننے والے سانپ کو زندہ حالت میں ذبح کرنا ورنہ جادو اثر نہ کرے گا۔"

سر کٹا بھوت چلا گیا تو پجاری خوشی کے مارے ناچنے لگا۔ اسے اپنی پرانی خواہش پوری ہوتی نظر آ رہی تھی۔ اس نے بین اور تیل سنبھال لیا اور فیصلہ کیا کہ کل رات ہی جنگل جا کر سفید سانپ کو قابو کرے گا۔ ادھر یہ منصوبے بن رہے تھے۔ ادھر مقدس تالاب کے پانی میں پہنچتے ہی ناگ کے زندہ ہونے کا عمل شروع ہو چکا تھا۔!!

ناگ زندہ ہو گیا

صبح ہوتے ہی پجاری اپنی تیاریوں میں لگ گیا۔

سورج کی روشنی میں ہمالیہ کے سفید پہاڑ چمکنے لگے تھے اور ایسا لگتا تھا کہ وہ پتھر کے نہیں بلکہ شیشے کے پہاڑ ہیں۔ سورج کی چمکیلی کرنیں پہاڑ کی چوٹیوں پر پڑتیں اور دھنک کے سات رنگوں کی طرح فضا میں بکھر جاتی تھیں۔ ناگ مندر کے تکونے میناروں پر لگے سنہری کلس چمک رہے تھے۔

ناگ مندر میں خوب رونق ہو گئی تھی۔ ہندوستان کے کونے کونے سے لوگ ناگ مندر کی یاترا کے لیے آئے ہوئے تھے۔ بڑے پجاری کے چیلے مندر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے اور آنے والوں سے سونے کے سکوں کے علاوہ پھل فروٹ بھی بٹور رہے تھے۔ سارا دن یہی چکر چلتا رہتا تھا اور بڑے پجاری کو لاکھوں کی آمدنی ہوتی تھی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شام ہوتے ہی پجاری مندر سے نکل آیا۔ بین اس نے اپنے چوغے میں چھپا لی تھی۔ پہاڑ سے اُتر کر وہ جنگل کی طرف روانہ ہو گیا۔ جنگل خاصے فاصلے پر تھا۔ پجاری نے جس وقت جنگل میں قدم رکھا رات گہری ہو چکی تھی۔ چاندنی درختوں کی شاخوں اور پتوں سے چھن چھن کر آ رہی تھی۔ ہلکی ہلکی ہوا چل رہی تھی۔ کبھی درختوں میں چھپے پرندے چلا اٹھتے تو کبھی کسی جھنڈ سے چمگادڑ پھڑپھڑاتی نکلتی اور فضا میں چکر لگا کر واپس جھنڈ میں غائب ہو جاتی۔

پجاری پہاڑی غار کے منہ پر پہنچ گیا۔ ہر طرف ہیبتناک سناٹا چھایا ہوا تھا ایسا لگتا تھا کہ جنگل میں کوئی شے ہے ہی نہیں۔ ہوا بھی رک چکی تھی اور درختوں کی شاخیں سر جھکائے ہوئے تھیں۔ اس سناٹے میں ایک بار تو پجاری کا دل لرز اٹھا۔ اس نے سوچا واپس بھاگ جائے مگر لالچ نے دبوچ لیا۔

پجاری نے طلسمی تیل نکال کر جسم پر اچھی طرح مل لیا اور بین سنبھال لی اور بجانے لگا۔ بین سے عجیب طرح کی مسحور کن آواز نکلنے لگی۔ پجاری کو بین بجاتے تھوڑی دیر ہی ہوئی تھی کہ جنگل تیز پھنکار سے گونج اٹھا۔ پجاری

دہشت اور خوف سے کانپ اٹھا۔ غار سے گز بھر لمبا سفید سانپ باہر آ رہا تھا۔

سانپ کا رنگ بالکل سفید تھا۔ غار سے باہر آتے ہی اس نے پھن اٹھا کر پھنکار ماری اور پجاری کی طرف بڑھا۔ پجاری کے تو پسینے چھوٹ گئے مگر اس نے بین بجانا بند نہ کی۔ سفید سانپ نے اپنی آنکھیں پجاری پر مرکوز کر دیں اور آہستہ آہستہ اپنا دھڑ زمین سے اٹھا کر لہرانے لگا۔ وہ جھومنے لگا تھا۔

پجاری نے یہ دیکھا تو اسے حوصلہ ہوا وہ جوش سے بین بجانے لگا۔ سفید سانپ نے زمین سے تقریباً دو فٹ بلند ہونے کے بعد اپنا پھن پھیلا لیا تھا اور جھوم رہا تھا۔ جنگل اس کی پھنکاروں سے گونج رہا تھا پھر اچانک اس کے منہ سے روشنی کا ایک گولہ سا نمودار ہوا۔

یہ سانپ کا من تھا جو سائز میں چھوٹے گیند برابر تھا۔ اس سے بڑی تیز روشنی پھوٹ رہی تھی۔ سفید سانپ جھومتا لہراتا اپنے پھن سے کھیل رہا تھا۔

پجاری نے بڑی ہوشیاری کے ساتھ اپنے لباس سے کالا کپڑا نکال لیا اور سفید سانپ پر نظر ڈالی مگر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بڑی تیزی سے کپڑا پھن پر ڈال دیا۔ سفید سانپ نے غضب ناک حالت میں پھنکار کر پجاری کو ڈس لیا مگر طلسم تیل کی مالش کی وجہ سے سانپ کا زہر پجاری پر اثر نہ کر سکتا تھا۔

پجاری نے خنجر نکال کر سانپ کا پھن کاٹ ڈالا۔ سانپ کا جسم تڑپنے لگا۔ وہ اس وقت بغیر دستے والا ایسا کوڑا نظر آ رہا تھا جسے غیبی ہاتھ حرکت دے رہے ہوں۔ کچھ دیر تڑپنے کے بعد سانپ کا جسم ایک چھلے کی صورت میں اکٹھا ہو گیا۔ پجاری نے پھن کالے کپڑے میں لپیٹ کر جیب میں ڈال لیا۔

مکار پجاری کی یہ بڑی فتح تھی۔ اس نے قہقہہ لگا کر کہا، "اب دنیا بھر کے خزانے میرے قدموں میں ڈھیر ہوں گے۔ میں سب سے مال دار شخص بن جاؤں گا۔"

پجاری من لے کر واپس ناگ مندر میں آ گیا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ آج رات ہی مقدس تالاب سے صندوقچی نکال لینا چاہیے۔ پجاری کے پاس کالے پتھر کا ایک بڑا مرتبان تھا۔ اس نے پہلے تو مرتبان میں مقدس تالاب کا پانی بھر لیا پھر غوطہ لگا کر صندوقچی نکال لی۔

اتفاق کی بات کہ جس وقت پجاری تالاب سے صندوقچی

نکال رہا تھا۔ پرے بنی کوٹھڑیوں میں سے ایک کوٹھڑی کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی اور ایک جوگی یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔

جوگی کو نیند نہیں آ رہی تھی۔ اور وہ کھڑکی سے باہر کا نظارا کر رہا تھا کہ اسے بڑا پجاری آتا دکھائی دیا۔ بڑے پجاری نے منہ سر کالی چادر میں لپیٹ رکھا تھا اور بڑے چوکنے انداز میں گرد و پیش کا جائزہ لے رہا تھا۔

جوگی نے جب یہ دیکھا تو چھپ کر بیٹھ گیا۔ اس نے سوچا کہ بڑا پجاری اتنی رات گئے مقدس تالاب پر کیا کرنے آیا ہے۔ بڑے پجاری نے معاملہ صاف دیکھ کر صندوقچی نکالی تو جوگی نے بھی دیکھ لیا۔ جوگی یہ سمجھا کہ ضرور اس صندوقچی میں ہیرے جواہرات ہیں جبھی تو پجاری نے اسے بڑی احتیاط سے تالاب میں چھپا رکھا تھا۔

یہ جوگی لالچ میں پجاری کا بھی باپ تھا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ صندوقچی حاصل کر کے رہے گا۔ ادھر پجاری نے صندوقچی لا کر پتھر کے مرتبان میں ڈال دی جس میں مقدس تالاب کا پانی بھرا ہوا تھا۔ اب پجاری کو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ناگ کے زندہ ہونے کا انتظار تھا کیوں کہ سرکٹے بھوت نے بتایا تھا کہ زندہ حالت میں ذبح کرنے سے ہی جادو اثر کرے گا اور ناگ کے زندہ ہونے میں نو دن باقی تھے۔

دن گزرتے گئے پجاری روزانہ صندوقچی کھول کر ناگ کو دیکھ لیتا تھا۔ ناگ کی طاقتیں آہستہ آہستہ واپس آ رہی تھیں۔ اسے نظر آنے لگ گیا تھا اور وہ سننے بھی لگ گیا تھا مگر دس دن پورے ہونے تک وہ حرکت نہیں کر سکتا تھا۔ ادھر جوگی بھی اس تاک میں تھا کہ صندوقچی چرا لے لیکن پجاری اپنی کوٹھڑی سے نکلتا ہی نہ تھا۔

ٹھیک دسویں دن سلطنت کا راجہ، مندر کی سیر کے لیے آ گیا۔ اب تو پجاری کو کوٹھڑی سے نکلنا ہی پڑا اس نے سوچا چند گھنٹوں کی بات ہے کون سی قیامت ٹوٹ جائے گی۔

جوگی تو کئی دن سے تاک لگائے بیٹھا تھا۔ پجاری جونہی اپنی کوٹھڑی سے نکلا جوگی اندر گھس گیا۔ اندر سے کنڈی چڑھا کر وہ کوٹھڑی کی تلاشی لینے لگا۔ مگر صندوقچی تو تھی نہیں۔ تلاشی لیتے ہوئے جوگی کو پلنگ کے نیچے

مرتبان نظر آیا۔ جوگی نے اسے باہر کھینچ لیا اور جونہی ڈھکن اٹھایا خوشی سے اچھل پڑا۔

صندوقچی اس کے سامنے تھی۔ لالچی جوگی نے جلدی سے صندوقچی کی کنڈی ہٹائی اور ڈھکن اٹھانا ہی چاہتا تھا کہ اندر سے سانپ کی پھنکار سنائی دی۔ ناگ زندہ ہو چکا تھا۔ سانپ کی پھنکار نے جوگی کو ڈرا دیا وہ صندوقچی چھوڑ کمرے سے نکل بھاگا۔ صندوقچی کی کنڈی کھل چکی تھی۔ ناگ ڈھکن اٹھا کر باہر نکل آیا۔

مرتبان سے باہر آ کر ناگ نے زور سے سانس لی۔ اسے سب یاد آ گیا تھا کہ روم کی ملکہ کے محل میں اسے ایک شخص نے تلوار کے وار سے قتل کر دیا تھا۔ اور مقدس تالاب کے پانی نے اسے دوبارہ زندہ کر دیا ہے۔ مگر —— مگر اسے مقدس تالاب میں ہونا چاہیے تھا جبکہ وہ کوٹھڑی میں موجود تھا۔

ناگ کے ذہن میں کئی سوال ابھرے میں یہاں کیسے آیا؟ عنبر اور ماریا کہاں ہیں؟ اس کوٹھڑی میں کون رہتا ہے۔ ابھی ناگ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ دروازے پر آہٹ ہوئی۔ ناگ پھرتی سے فرش پر رینگتا ہوا ایک کونے میں چلا گیا۔ آنے والا مندر کا بڑا پجاری تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بڑے پجاری نے جب مرتبان کو باہر اور کھلا دیکھا تو اس کا دل دھک سے رہ گیا۔ پیروں تلے سے زمین نکل گئی۔ اس نے لپک کر مرتبان میں موجود صندوقچی کو دیکھا۔ سانپ موجود نہ تھا۔ مہا پجاری کا دل بیٹھ گیا۔ اس نے دولت حاصل کرنے کے جو خواب دیکھے تھے چکنا چور ہو گئے۔ ناگ بڑے غور سے پجاری کو دیکھ رہا تھا۔ پجاری بڑبڑایا:

"ہائے رام یہ کیا ہو گیا۔ سانپ کہاں چلا گیا۔ اگر میں نے اسے ذبح کر کے اس کی آنکھیں نہ کھائیں تو زمین میں چھپے خزانوں کو نہ دیکھ سکوں گا۔ ہائے میں لٹ گیا۔ اسے کس بدبخت نے مرتبان کھول دیا ہے"

ناگ کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ اس نے دل میں کہا:

"ابھی۔ تجھے خزانے دکھاتا ہوں بیٹا۔ تیرا تو میں وہ حال کروں گا کہ بس توبہ ہی بھلی"

ناگ زور سے پھنکارا۔ پجاری اچھل پڑا۔ اس نے جلدی سے ادھر ادھر دیکھا اور خوشی سے بولا:

"سانپ کوٹھڑی ہی میں ہے مجھے دروازہ بند کر دینا چاہیے تاکہ باہر نہ نکل جائے"

پجاری نے دروازہ بند کر دیا۔ اور ڈنڈہ اٹھا کر سانپ تلاش کرنے لگا۔ ناگ تو دیوار پر رینگتا ہوا چھت پر چڑھ کر اس سے چمٹ گیا تھا۔ پجاری نے سارا سامان الٹ پلٹ دیا تھا مگر سانپ نظر نہ آیا تھا۔ ناگ نے اپنا پھن پھیلایا اور ہوا میں اڑتا ہوا پجاری کی طرف آیا۔

اسی وقت پجاری نے اپنی جگہ سے حرکت کی اور ایک طرف ہٹ گیا۔ ناگ زمین پر گرا۔ گرنے کی آواز سن کر پجاری تیزی سے مڑا۔ ناگ کو دیکھتے ہی اس نے ڈنڈہ گھما کر مارا۔ ناگ تڑپ کر ایک طرف ہٹ گیا ڈنڈہ اسے زخمی کر دیتا۔ ناگ جلدی سے پلنگ کے نیچے گھس گیا۔ پلنگ کے نیچے سامان بھرا ہوا تھا۔ ایک بڑی کیتلی بھی پڑی تھی۔ ناگ کیتلی میں بیٹھ گیا۔

بڑے پجاری نے پلنگ الٹ دیا اور سامان کھنگالنے لگا پھر جونہی اس نے کیتلی کو ہاتھ لگایا ناگ نے بجلی کی طرح لپک کر اسے ڈس لیا۔ پجاری کے حلق سے زور دار چیخ نکلی۔ وہ دروازے کی طرف بھاگا مگر چند قدم دوڑ کر اوندھے منہ گر گیا۔ ناگ کا زہر تیزی کے ساتھ اس کے خون میں حل ہوتا جا رہا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کا حلق بند ہو گیا تھا اور ناک اور منہ سے خون جاری ہو گیا تھا چند لمحوں میں وہ مر چکا تھا۔

ناگ گہری سانس لے کر انسان کے روپ میں آ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا اور کوٹھڑی سے باہر نکل آیا اور مندر میں ادھر ادھر گھومنے لگا۔ وہ عنبر کو تلاش کر رہا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ مرنے کے بعد عنبر اسے یہاں لایا ہو گا۔ اسی تلاش میں وہ دوسری منزل پر موجود ہال میں آ گیا۔ جہاں ناگ دیوتا کا بت پڑا تھا۔

یہاں لوگوں کا ہجوم تھا۔ ناگ، دیوتا بت کی طرف منہ کر کے تھوڑا سا جھکا اور ہال میں نظریں دوڑانے لگا مگر اسے عنبر کہیں نظر نہ آیا۔ اسی وقت ہال میں تیز آواز گونجی:

"او مائی۔ چل پرے ہٹ۔ تجھے کہہ جو دیا ہے تو ناگ دیوتا کے بت کو ہاتھ نہیں لگا سکتی۔"

ناگ نے آگے بڑھ کر دیکھا۔ ایک موٹا ہٹا کٹا پجاری بوڑھی عورت کو دھکے دے رہا تھا۔ بوڑھی عورت اس کی منت سماجت کر رہی تھی۔ پجاری نے ہاتھ میں ایک بکس پکڑ رکھا تھا۔ ہر آنے والا اس میں چاندی

کا ایک سکہ ڈالتا اور پجاری اسے ناگ دیوتا کے بت کو چھونے کی اجازت دے دیتا۔ یہ بڑھیا بڑی غریب اور نحیف تھی۔ اس کے بال چاندی کے تاروں کی طرح سفید تھے وہ کہہ رہی تھی:

"بیٹا — میں غریب ہوں مجھے دیوتا کو چھو لینے دو۔"

پجاری نے غصے میں آ کر بڑھیا کو زور سے دھکا دیا اور گرجا:

"بہری ہے کیا۔ کہہ جو دیا تو دیوتا کو نہیں چھو سکتی۔ چل بھاگ ادھر سے۔"

بڑھیا فرش پر گر پڑی تھی۔ اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ ناگ نے یہ دیکھا تو آگے بڑھ کر بولا:

"او پجاری کے بچے۔ اماں جی کو ناگ دیوتا کا بت چھونے دے۔"

پجاری تو آگ بگولا ہو گیا اس نے چیخ کر کہا:

"چھوکرے۔ تیری یہ مجال۔ ٹھہر تجھے ابھی ٹھیک کرتا ہوں میرے سامنے اونچا بولتا ہے۔"

پجاری ترشول لہراتا ہوا ناگ کی طرف لپکا۔ ناگ فوراً گہری سانس لے کر کالا سانپ بن گیا۔ پجاری کے تو ہوش اڑ گئے۔ ترشول اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ دوسرے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لوگ بھی گھبرا کر پیچھے ہٹ گئے۔ انہیں یقین نہیں آ رہا تھا کہ پل بھر میں ایک انسان سانپ کس طرح بن گیا۔

ناگ دوبارہ انسان کے روپ میں آ گیا اور بولا:

"کیوں پجاری جی۔ اب کیا خیال ہے؟"

پجاری کچھ دیر تو پھٹی پھٹی نظروں سے ناگ کو دیکھتا رہا پھر کٹے ہوئے شہتیر کی طرح لہرا کر گرا اور بے ہوش ہوگیا۔ اسی وقت ناگ دیوتا کی آنکھوں سے سرخ رنگ کی روشنی نکل کر ناگ پر پڑی۔ ناگ کا جسم اس روشنی میں نہا گیا۔ ناگ نے دیکھا کہ اس کے سامنے عظیم ناگ دیوتا کھڑا کہہ رہا ہے:

"شاباش ناگ۔ تم نے ٹھیک کیا۔ کمزوروں کی مدد کرنا بھی عبادت ہے میں تم سے خوش ہوں۔"

اس کے ساتھ ہی روشنی غائب ہو گئی۔ دوسرے لوگ ناگ دیوتا کی جے۔ ناگ دیوتا کی جے کے نعرے لگانے لگے۔ ناگ مندر میں عنبر کو تلاش کر چکا تھا مگر وہ نہیں ملا تھا۔ ناگ چڑیا بن کر پھر سے اڑا اور ہال سے نکل آیا۔

ناگ بادلوں میں چڑیا کے روپ میں اڑتا جا رہا تھا۔

وہ اس وقت ایک کچی سڑک کے اوپر سے گزر رہا تھا اس نے دیکھا کہ ایک بگھی چلی آ رہی ہے۔ بگھی چاروں طرف سے بند تھی۔ اس کے اگلے حصے پر خوف ناک شکل والا بھینسے ایسا ہندو بیٹھا ہوا تھا۔ وہ بار بار چابک گھوڑوں پر برساتا اور گھوڑے ہنہنا کر اور تیزی سے دوڑنے لگتے۔ ناگ کو یہ بگھی بڑی پر اسرار لگی وہ غوطہ مار کر نیچے آ گیا!!

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

- عنبر اور آدم خور سردار کا خونی مقابلہ
- کیا ماریا پرکاش کو بچا سکی؟
- کیا ماریا کو اس کی خفیہ طاقتیں واپس مل سکیں؟

ان سوالات کے جوابات حاصل کرنے کے لیے ناگ عنبر ماریا سیریز کی اگلی قسط نمبر ۳۶ "قبر اور ڈھانچہ" اپنے نزدیکی بک سٹال سے خریدیں۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر ناگ ماریا

موت کے تعاقب کی دا

۵ ہزار سالہ سفر کی پُر اسرار اور سنسنی خیز داستان

مُصنّف : اے حمید

۱ - لاش سے ملاقات قیمت ۴/۰۰
۲ - جہاز ڈوب گیا " ۴/۰۰
۳ - مندر کی چڑیل " ۴/۰۰
۴ - پُر اسرار غار کی مورتی " ۴/۰۰
۵ - ناگ لندن میں " ۵/۰۰
۶ - تابوت میں سانپ " ۵/۰۰
۷ - موت کا دریا " ۵/۰۰
۸ - سانپ کا انتقام " ۵/۰۰
۹ - سانپ کی آواز " ۴/۰۰
۱۰ - ناگ کا قتل " ۴/۰۰
۱۱ - شاہ بلوط کا خزانہ " ۴/۰۰
۱۲ - پتھر کا ہاتھ " ۴/۰۰
۱۳ - طوفانی سمندر کا بھوت " ۴/۰۰
۱۴ - ڈائنا سورس کا جزیرہ " ۴/۰۰
۱۵ - سیاہ پوش سایہ " ۴/۰۰
۱۶ - انسانی بلی " ۴/۰۰
۱۷ - سانپوں کا جنگل " ۴/۰۰
۱۸ - ماریا اور بن مانس ۴/۰۰

۱۹ - قبر نما انسان قیمت ۴/۰۰
۲۰ - لکشمی دیوی کا انتقام " ۴/۰۰
۲۱ - ناگ اور جادوئی ترشول " ۴/۰۰
۲۲ - ناگ عنبر مقابلہ " ۴/۰۰
۲۳ - لاش کی چیخ " ۴/۰۰
۲۴ - آسیب کی رات " ۴/۰۰
۲۵ - ننانوے سیڑھیوں کا راز (سلور جوبلی نمبر) ۱۱/۰۰
۲۶ - عنبر پھانسی کی کوٹھڑی میں قیمت ۴/۰۰
۲۷ - ماریا اور جادوگر سانپ " ۴/۰۰
۲۸ - نقلی ناگ کی سازش " ۴/۰۰
۲۹ - بابل کی بدروحیں " ۴/۰۰
۳۰ - قبر کی دلہن (خاص نمبر) " ۷/۵۰
۳۱ - آدھا گھوڑا آدھا انسان " ۵/۰۰
۳۲ - ناگ ناگن مقابلہ " ۶/۰۰
۳۳ - ایک آنکھ والی عورت " ۶/۰۰
۳۴ - مُردوں کی شہزادی " ۶/۰۰
۳۵ - سانپوں کا دربار " ۶/۰۰

پتہ مکتبہ اقراء ۱۴/بی شاہ عالم مارکیٹ، لاہور